"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
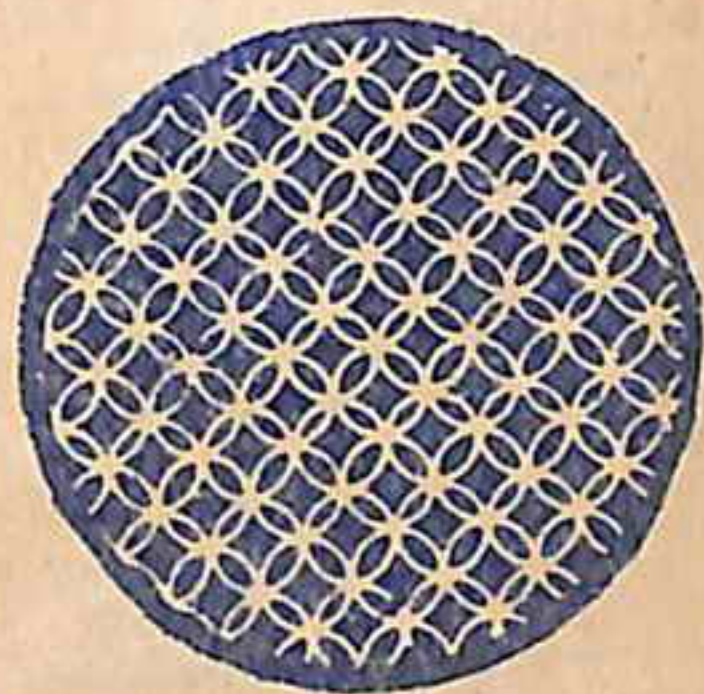
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ خالد ربوہ

تبوک : ۱۳۶۸ ہش

ستمبر : ۱۹۸۹ء

جلد ۳۶ ○ شمارہ ۱۱

سالانہ چندہ تیس ۳۰ روپے ، قیمت فی پرچہ تین روپے

ایڈیٹر

خالد مسعود

اس شمارہ میں :
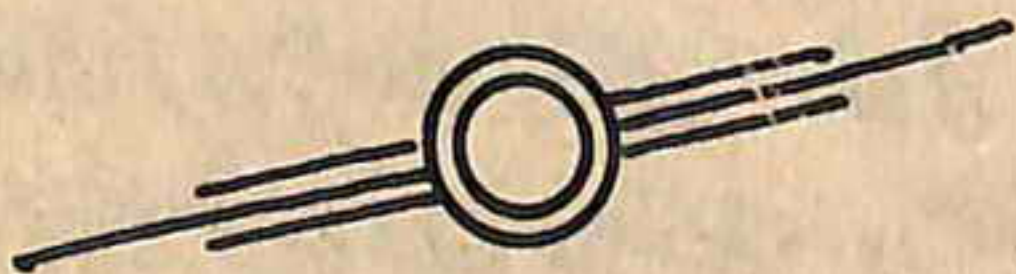
پبلشر : مبارک احمد خالد ؛ پرنٹر : قاضی منیر احمد ؛ مطبع : ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ
مقامِ اشاعت : دفتر ماہنامہ خالد ، دار الصدر جنوبی ، ربوہ ؛

اداریہ

جلسہ سالانہ انگلستان

اور

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ایمان افروز اور رُوح پرور نظارے

جلسہ سالانہ انگلستان گزشتہ ماہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت کامیابی سے انجام پذیر ہوا۔ اِس موقعہ پر سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطابات میں گزشتہ چند سالوں اور بالخصوص سالِ رواں میں جماعت احمدیہ کو حاصل ہونے والی کامیابیوں اور ترقیات کی جھلکیاں پیش فرمائیں۔ جماعت احمدیہ کی خدماتِ دینیہ اور اس کے مقابل ملنے والی فتوحات اور ظفر مندیوں میں باہم کوئی نسبت نہیں۔ خدا تعالیٰ کے لامتناہی احسانات موسلادھار بارش کی مانند اس جماعت پر نازل ہوئے جس سے اُمیدوں اور توقعات کی وادیاں بہہ نکلی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے یہ ایمان افروز اور رُوح پرور نظارے دیکھ کر ہر احمدی مسرور اور شادکام ہے اور اس کا دل خدا تعالیٰ کی حمد و شکر سے لبریز ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں اور بشارتوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر اُسے ایمان اور یقین کی وہ حلاوتیں اور لذتیں میسّر ہیں کہ دُنیا کی تمام دلآویزیاں اور رنگینیاں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔

خدا تعالیٰ کی لازوال نعمتوں کی سپاس گزاری کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی ودیعت کردہ جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی قوتوں اور استعدادوں کو خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اور دینِ حق کی خدمت اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی میں پہلے سے بڑھ کر لگانے والے ہوں اور شاہراہِ غلبۂ دین پر پورے ثباتِ قدم کے ساتھ آگے اور آگے ہی بڑھنے والے ہوں۔ اے اللہ! تو ایسا ہی کر۔

چار سوال اور اُن کا جواب

فرمودہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مجلس سوال و جواب سڈنی (آسٹریلیا) ۳ / اکتوبر ۱۹۸۳ء

مرتبہ: ملک یوسف سلیم صاحب

(نوٹ:- یہ مضمون ہم اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہے ہیں۔ ادارہ)

اِس سوال پر کہ نیچرل ازم اور فطرت میں کیا فرق ہے؟ حضور نے فرمایا نیچرل ازم اور فطرت اصل میں دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ فطرت کے تقاضوں کو اِس طرح پورا کرنا کہ فطرت suppress نہ ہو بلکہ اس کو ڈائریکشن مل جائے اس کی chan-nelisation ہو جائے۔

نیچرل ازم کا آج کل جو تصوّر پایا جاتا ہے وہ وہ یہ ہے کہ انسان کی جو تمنّا ہے اس کو پورا کیا جائے۔ اسی وجہ سے دنیا میں انارکزم (بدنظمی اور بے راہ روی) پھیلی جو اِسی تصوّر کی بگڑی ہوئی صورت ہے نیچرل ازم کے حامی کہتے ہیں کہ جب ہماری تمنّا ہے کہ فلاں کی چیز لے لو تو کیوں نہ لیں، جس کا زور چلتا ہے اس کو لینا چاہیئے۔ یہ فطرت کے خلاف ہے کہ کسی کا دل چاہ رہا ہے اور وہ نہ لے۔ تو جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے تصوّر سے انارکزم بن گیا۔ یہ گویا فطرت کا بے محابا اظہار (Free expression) ہوتا ہے۔ اب یہ آجکل جو مغربیت ہے وہ اِس طرف داخل ہو گئی ہے، تیزی کے ساتھ داخل ہوئی ٹکرا کر واپس بھی آ رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جانور جس طرح گندگی چاٹتے ہیں یہ اُن کا فطرتی اظہار ہے اسلیئے انسان کو یہ گندگی چاٹنی چاہیئے اس کو لذّت زیادہ آئے گی۔ اور جو چاہو کرو، جس طرح مرضی اپنا اظہار کرو یہ فطرت ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ natur-alness فطرت جو ہے وہ صرف Source of Power ہے اور Power کو اگر ڈائریکٹ کرو گے تو فائدہ پہنچائے گی۔ Indirected رکھو گے تو نقصان پہنچائے گی۔ یہ فلاسفی ہے اسلام کے کلچر کی۔ اسی لیئے اسلام اس کو پابند کرنا چاہتا

ہے۔ وہ کہتا ہے اُس کو رستہ دو، اس کو سلیقہ سکھاؤ اور رفتہ رفتہ پھر مزاج درست ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ایک بڑی problem یہ ہے کہ اس وقت جو غالب کلچر ہے وہ مغرب کا ہے اس کلچر میں ڈوب کر ایک ایسے کلچر کا تصوّر کر لینا جو اس سے بالکل مختلف ہو یہ اسی طرح ہے جس طرح آپ سردیوں میں گرمیوں کا تصوّر نہیں کر سکتے۔ سخت سردی میں گرمی یاد ہی نہیں آتی۔ نہ انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ لحاف لے کے بیٹھا ہوگا۔ یہ دُوری ہے atmosphere کی تو It has to take some imagination to project oneself into another type of culture.

اسلامی کلچر طمانیت کا ذریعہ ہے

تو اسلام Supration نہیں کرتا۔ اسلام ایک اور کلچر اختیار کرتا ہے۔ اُس نے ہر تمنّا کے پورا کرنے کے لیے ایک رستہ رکھا ہے۔ اب مثلاً اسلام نے فیملی لائف کا جو تصوّر پیش کیا ہے اس میں یہ ہدایت کی ہے کہ وفا رکھنی چاہیے، بے حیائی نہیں کرنی، یہ نہیں کرنا وہ نہیں کرنا۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ انسان بعض لذتوں سے محروم ہو گیا ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جب تم بعض لذتیں بغیر قانون کے pursue کرو گے تو بعض اوروں کی (cost) قیمت پر کرو گے اور اس طرح تمہاری خوشی کا Sum total آگے نہیں بڑھے گا بلکہ سوسائٹی میں دُکھ پیدا ہو جائیں گے۔ اگر تمہاری بچپن سے تربیت ایسی ہو کہ تم نے وفا کرنی ہے اور تا Strict رہنا ہے تو اس زندگی میں دوسروں کی نسبت بہت زیادہ مزہ اُٹھا رہے ہوگے۔ یہ ہے فلاسفی، تو جنہوں نے وہ زندگی کبھی دیکھی نہ ہو سوچ بھی نہیں سکتے۔ ان کو ایسی بے اختیاری لگتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم قید ہو جائیں، محدود ہو جائیں؟ یہ تو کوئی زندگی نہیں رہے گی۔ حالانکہ بعض معاملات میں وہ قید ہوئے ہوئے ہیں اور وہی ان کو زندگی نظر آ رہی ہے۔ مثلاً جو اقتصادی حفاظتیں ہیں قانون کی، یہ قید ہی تو ہے اور کیا چیز ہے؟ یہ قید ان کو نظر نہیں آتی کیونکہ عادت پڑی ہوئی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں بالکل ٹھیک ہے، یہ ہمارا حق ہے اور دوسرے کا حق ہے کہ ہم اس میں دخل نہ دیں۔ تو جب دوسرے کی خواہشات پر خدا ان کو Harness کرتا ہے ان کو قید کرتا ہے تو جو لوگ آزادی کے عادی ہو چکے ہیں ان کو سمجھ ہی نہیں آتی۔ ماحول نہیں ہے۔ جہاں ماحول دوسرا قائم ہو جائے وہ یہ نہیں سوچ سکتے کہ یہ چیزیں بھی ممکن ہیں یا نہیں۔ ایسی عورتیں جن کی تربیت اسلامی کلچر میں ہوتی ہے وہ خوشی سے مرنا پسند کریں گی بہ نسبت اس کے کہ اس قسم کی آزادیوں میں دخل دیں۔ میری بیوی سے ناروے میں ایک عورت نے سوال کیا جو بڑی کٹر عیسائی تھی اور تھی وہ پریس کی نمائندہ۔ تو آگے پریس کانفرنس میں خوب سر ٹکرایا کہ کسی طرح اسلام کی صداقت ثابت نہ ہونے دے۔ جو اس کے ساتھی تھے وہ اسلام کی تائید میں ہو گئے اور جو سُننے والے عیسائی تھے وہ بھی تائید

میں ہو گئے اس پر یہ بڑی سخت مایوس اُٹھی تو اُس کو ایک ترکیب سُوجھی۔ اُس نے کہا میں آپ کی بیوی سے مل سکتی ہوں؟ میں نے کہا ہاں ضرور مل سکتی ہو۔ تو اس نے جاتے ہی آصفہ پر بہت ڈورے ڈالے، بڑی ہمدردی کی کہ آپ بیچاری تو قید ہیں، آپ کو محسوس تو ہوتا ہوگا کہ ہماری عورتیں باہر نکل رہی ہیں آپ بیچاری برقعے میں، تو بتائیے آپ کا کیا ردِ عمل ہے؟ اس کا خیال تھا کہ میں پریس میں دے دوں گی۔ آصفہ نے کہا میرا تو یہ ردِ عمل ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تم لوگ ننگی کس طرح باہر پھرتی ہو؟ مجھے تو اس قدر شرم آتی ہے کہ تم نے میری سیر ہی تباہ کر دی ہے۔ باہر سیر میں چیزیں دیکھنے کے لئے نظر اُوپر اُٹھائیں تو کوئی نہ کوئی ننگا نظر آجاتا ہے۔ تمہاری دُنیا میں مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ تم نے سارا منظر ہی تباہ کر دیا ہے۔ وہ شرمندہ ہو کر وہاں سے بھاگی۔ میں جب پریس کانفرنس کے بعد اُوپر کمرہ میں جا رہا تھا وہ نیچے اُتر رہی تھی بڑی تیزی سے پر پھاڑتی ہوئی کہ کن لوگوں سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ اس لئے وہ لوگ سوچ ہی نہیں سکتے ہمارا کلچر اور ہے، ہماری تربیت اُور ہے۔

پس اصل بات یہ ہے کہ جب اسلام کا کلچر غالب آئے گا تب لوگوں کو سمجھ آئے گی کہ یہ ایک اطمینان کی زندگی ہے، اس میں طمانیت ہے، سکون ہے اور اسلام لذتوں سے محروم نہیں کر رہا بلکہ ان کے بدلے بہتر لذتیں عطا کرتا ہے۔ یہ ہے وہ فلسفہ جو اسلام پیش کرتا ہے۔ باقی یہ ضروری نہیں کہ ہر آدمی کو اس کی سمجھ آجائے البتہ اس کا زیادہ تر انحصار اس بات پر ہے کہ انسان کوشش کرے، محنت کرے اور دعا سے کام لے تو آہستہ آہستہ تربیت ہوتی رہتی ہے۔

---

(۲)

دوسرے سیّاروں میں بھی زندگی موجود ہے

ایک دوست نے عرض کیا کہ کیا زندگی صرف ہماری دُنیا (universe) میں پائی جاتی ہے؟ حضور نے فرمایا ہم یہ اس لئے نہیں کہہ سکتے کیونکہ قرآن کریم قطعی طور پر اعلان کرتا ہے کہ دوسرے سیّاروں میں بھی زندگی (life) پائی جاتی ہے۔ جب تک آپ قرآن کریم کا مطالعہ کر کے یہ معلوم نہ کرلیں کہ یہ انسان کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی ہستی کا کلام ہے جو مقتدر ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اُس وقت تک Submission نہیں ہو سکتی۔ بعض چیزوں میں ضروری نہیں کہ ہم مطمئن ہوں، بعض اسلام کی تعلیمیں ممکن ہے ہمیں سمجھ نہ آئیں لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم اس قدر حیرت انگیز کتاب ہے کہ انسان اسے بنا ہی نہیں سکتا اور لازماً خدا نے بنائی ہے تو پھر آدمی "تکبر" بھول جاتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے مجھے سمجھ آئے یا نہ آئے لازماً یہی تعلیم درست ہے اسی میں میری بہتری ہے۔ پھر Submission پیدا ہو جاتی ہے ورنہ ہر چیز پر، ہر تعلیم کے ہر حصے پر تو کسی کو سمجھ آ ہی نہیں سکتی۔ ایک سٹیٹ میں آپ رہتے ہیں

اُس کے ہر کام پر آپ کہاں مطمئن ہوتے ہیں لیکن اُس سٹیٹ کو آپ تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کے قوانین کی پابندی کرتے ہیں۔ یہی قرآن کہتا ہے کہ جب میری ریاست میں آؤ گے تو تمہیں ماننا پڑے گا، یہ فیصلہ بے شک کر لو کہ میں نے اِس ریاست میں آنا ہے اور وہ فیصلہ ہوگا تمہارا بنیادی باتوں کے بارہ میں۔ جب تمہیں بنیادی باتوں پر یقین آ گیا تو پھر تمہیں تفصیلات پر بھی Submit کرنا پڑے گا۔ پھر یہ Choice نہیں ہے کہ اپنی سٹیٹ بنا لو۔

پس یہ جو آپ نے بات کی ہے یہ بھی انہی چیزوں میں سے ہے جو قرآن کے اُوپر مومن کا یقین بڑھاتی ہیں اور انسان کو حیرت زدہ کر دیتی ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۝ (الشوریٰ آیت ۳۰) کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ اور ان دونوں میں چلنے پھرنے والے جاندار (جس کو زولاجیکل لائف کہتے ہیں) پیدا کیے زمین میں بھی اور آسمان میں بھی وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ۔ اور وہ ان کو جمع کرنے پر جب وہ چاہے گا قادر ہوگا۔ تو یہ ایسا اعلان ہے جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں انسان تصور کر ہی نہیں سکتا تھا۔ ساری دُنیا کے علم کو جمع بھی کر لیں تب بھی یہ تصور نہیں پیدا ہو سکتا تھا کہ دوسرے سیاروں میں ہماری طرح کی زندگی پائی جاتی ہے کیونکہ اُس وقت دوسرے سیاروں کا تصور ہی نہیں تھا۔ وہ تو سمجھتے تھے لالٹینیاں جل رہی ہیں، پلاسٹک کا خول ہے اس کے اندر ستارے جڑے ہوئے ہیں۔ ساری دُنیا یہ سمجھ رہی تھی آج بھی جن لوگوں کو پتہ نہ ہو اُن کا ابھی بھی بیچاروں کا یہی تصوّر ہے۔ ہماری ایک مائی ہے جس نے ہماری موناں کو بھی پالا ہوا ہے۔ ایک دن مجھے یوں ہی خیال آیا انہی باتوں پر غور کرتے ہوئے کہ حیرت انگیز کتاب ہے کہ اُس زمانے میں کائنات کا ایک ایسا واضح تصوّر پیش کر رہی ہے کہ آجکل روشنی کے زمانے میں بھی عام لوگوں کو پتہ نہیں ہے۔ چنانچہ ہم رات باہر لیٹے ہوئے تھے میں نے پوچھا۔ مائی! یہ چاند کتنا بڑا ہوگا؟ تو وہ کہتی ہے کہ فٹ بال جیڈا تو ہووے گا۔ میں ہنس پڑا۔ بچیاں بھی ہنس پڑیں۔ انہوں نے خوب قہقہہ لگایا۔ اس پر مائی نے سمجھا میں نے غلطی کی۔ پھر کہنے لگی کہ نہیں نہیں وہڑے جیڈا تے ہووے گا۔ یعنی جتنا ہمارا صحن ہے اتنا تو ہوگا۔ تو آج کی روشنی کے زمانے میں جب کہ بہت ساری چیزیں خود بخود Penetrate کر گئی ہیں انسانی سوچ کی سطح اونچی ہو چکی ہے، آج بھی ایسے لوگ ہیں جو چاند کو زیادہ سے زیادہ وہڑے جیڈا سمجھتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہ تصور پیش کرنا کہ زمین کے علاوہ جو آسمان موجود ہیں اُن میں ہماری جیسی مخلوق (دَآبَّة) چلتی پھرتی موجود قرآن کریم کی زندہ صداقت کی دلیل ہے۔

لفظ دآبّۃ کی تشریح

اب یہ جو لفظ دآبّۃ ہے یہ بہت دلچسپ ہے۔ عربی زبان میں دآبّۃ کا لفظ کسی روحانی مخلوق کے لیئے یا کسی جناتی مخلوق کے لیئے بولا ہی نہیں جاتا۔ ایک ہی تصور ہے۔ دآبّہ صرف اُس زوالوجیکل لائف کو کہتے ہیں کہ جس میں Motive System ہو اور چل کر زمین کے ساتھ کسی دوسری جگہ پہنچ سکے اس کو دآبّہ کہتے ہیں۔ اور خدا قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما رہا ہے کہ ہم نے دآبّہ پیدا کیئے ہیں۔ چنانچہ سائنسدانوں نے ابھی تک جو تحقیق کی ہے اس میں وہ حسابی طور پر اس امکان تک پہنچ گئے ہیں کہ حسابی لحاظ سے یہ ممکن ہے کہ اس زمین کے علاوہ دوسرے سیاروں میں زندگی (Life) موجود ہے۔ سیاروں میں نہیں تو کچھ ستاروں میں ہو سکتی ہے لیکن وہ کہتے ہیں ہم تلاش کر رہے ہیں، ابھی تک ہمیں ملی نہیں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ دونوں اکٹھے ہو جائیں یہ تو ابھی بھی انسان تصور نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نہ صرف یہ بتاتا ہے کہ زندگی دوسرے سیاروں میں موجود ہے بلکہ یہ بھی فرماتا ہے کہ اکٹھا کرے گا۔ یعنی یہ نہیں فرما رہا کہ اگر وہ چاہے۔ فرماتا ہے جب وہ چاہے گا اکٹھا کر دے گا۔ یعنی خدا نے وہ وقت مقدر کر رکھا ہے کہ انسان اُس مقام پر پہنچے گا جب زندگی اتنی Develop ہو جائے گی کہ وہ ہمارے ساتھ ملا دی جائے گی۔ اس لیئے کسی مسلمان کے لیئے تو یہ جائز ہی نہیں کہ وہ یہ سوچے کہ صرف ہم ہی ہیں اس دنیا میں۔

بائیبل موجودہ زمانہ کا ساتھ نہیں دیتی۔

جہاں تک بائیبل کا تعلق ہے بائیبل میں اس قسم کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ اس کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کسی پرانے زمانے کی کتاب ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ بائیبل غلط کہتی ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ جس انسان کو مخاطب کرے اُس کا اُس زمانے سے تعلق ہونا چاہیئے۔ قرآن کریم کا زمانے سے تعلق تھا اس لیئے اُس زمانے کے بارے میں اس نے باتیں کی ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک زندہ کتاب ہے جس کا تعلق ہمارے زمانے سے بھی ہے۔ دنیا کی کسی آسمانی کتاب میں یہ بات نہیں ملے گی جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ باقی کتابوں کا اتنا محدود تصور ہے کہ گویا خدا صرف اسی دنیا کے لیئے ہے بلکہ دنیا کے ایک حصے کے لیئے ہے۔ ہر مذہب کا جو تصور ہے وہ صرف دنیا کے متعلق نہیں بلکہ دنیا کے ایک حصے کے متعلق ہے۔ مثلاً ہندو مذہب ہے لگتا ہے ہندوستان کے سوا دنیا میں کوئی پیدا ہی نہیں ہوا، زرتشتیوں کا مذہب بتاتا ہے کہ ایرانیوں کے سوا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ ایک قرآن ہے صرف جو کہتا ہے کہ دنیا کے ہر خطے میں خدا نے نبی بھیجے ہیں اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اسلام عالمی مذہب ہے، نہ صرف عالمی مذہب ہے بلکہ Timeless ہے کیونکہ اگلے وقتوں کی باتیں کرتا ہے جو اُس زمانے کے لوگوں کا شعور ہے دوسرے مذاہب یہ نہیں کرتے۔ تو یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ قرآن Timeless اور Space less ہے۔ باقی ہم دوسرے مذاہب کو اس طرح sanction نہیں کرتے کہ وہ غلط ہیں۔ ان کو

اگر یہ باتیں کہی جاتیں تو یہ باتیں اُن کو ہضم ہی نہیں ہوتی تھیں، اُن کو سمجھ ہی نہیں آتی تھیں اس لئے پُرانے زمانے کے لوگوں کے علم کے مطابق خدا تعالیٰ نے اُن کو تعلیم دی تھی۔

---

(۳)

انسان اپنی قسمت بنانے میں آزاد ہے

ایک نوجوان قسمت کے بارہ میں معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اُن کا سوال یہ تھا کہ قسمت کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ پہلے سے بن چکی ہوتی ہے۔ کسی کی قسمت اچھی ہوتی ہے کسی کی خراب ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو جس کی قسمت خراب ہوتی ہے کیا یہ اُس کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں اگر اسی طرح ہو جس طرح لوگ سوچتے ہیں پھر بھی اسے ناانصافی تو نہیں کہہ سکتے۔ دراصل اس میں گہرے غور اور موازنہ کی ضرورت ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اُس قسم کا تصور درست نہیں ہے جس طرح لوگ کہتے ہیں کہ بنی بنائی قسمت ہوتی ہے نہ انسان از خود نیکی اختیار کر سکتا ہے نہ بدی۔ جیسا اُسے بنایا ہے ویسا اُسے چلنا ہی چلنا ہے۔ قرآن اس تصور کو رد کرتا ہے۔ فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ۔ اور کئی اَور جگہ بھی قرآن کریم واضح کرتا ہے کہ ہر انسان اپنی قسمت بنانے میں آزاد ہے، اپنا رستہ پکڑنے میں آزاد ہے، اگر آزاد نہ ہوتا تو سزا کا سوال ہی نہیں تھا اس لئے قرآن کریم کی واضح آیات کے خلاف قسمت کا جو تصور ہے وہ جھوٹا ہے اور بہرحال غلط ہے۔ لیکن اگر Preconceived قسمت اس طرح کی ہو جس طرح کی کوئی Predetermined چیز ہو تو اس میں بھی عقلاً اعتراض ناانصافی کا نہیں پیدا ہوتا کیونکہ انسان یہ کبھی نہیں سوچتا کہ یہ جوار بھیا (گوبر کا کیڑا) بنایا خدا نے، اس سے بڑی ناانصافی کوئی اَور ہے؟ کیونکہ انسان اَور ہے اور یہ اَور ہے۔ یہ کیوں نہیں سوچتا کہ کُتّے سے ناانصافی کی ہے۔ جس بکری کو مَیں ذبح کر رہا ہوں اُس سے ناانصافی کی ہے۔ کیوں نہیں سوچتا اس لئے کہ اُس کا دل اور اُس کی زبان گواہی دیتی ہے کہ خدا مالک ہے اُس نے ایک ڈیزائن کیا ہے۔ اس ڈیزائن میں اس نے مختلف چیزیں تخلیق کی ہیں۔ جو جس طرح ہم Blind چیزیں بناتے ہیں یعنی بے حس چیزیں۔ کوئی اینٹ لگا دی ٹٹی کے اُوپر یا فلش کے اُوپر، کوئی نماز کی جگہ پر لگا دی اور کوئی کہیں لگا دی۔ بعض اینٹیں گندی ہو رہی ہیں بعض اینٹیں اچھی ہیں متبرک ہیں اُن سے پیار بھی کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بنیادی طور پر یہ ناانصافی ہے بھی یا نہیں۔ جب Plan of things میں مختلف Parts ہوں تو لازماً کچھ Parts کہیں کے ہوں گے اور کچھ کہیں کے۔ اس لئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ Plan of things ہے کیا؟ اس صورت میں ناانصافی نہیں کہلائے گی بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ مالک ہے، یہ اس کا ڈیزائن ہے۔ اس لئے ڈیزائن کے لازماً Parts بنتے ہیں۔ ناانصافی کیسے ہو جائیگی؟

یہ تو ویسے ہی بات ہو گی جیسے ایک سردار جی سے ریلوے کے حادثہ کے بارہ میں باتیں ہو رہی

تھیں۔ سردار جی نئے نئے ریلوے کے وزیر بنے تھے۔ ریلوے کا کوئی افسر وضاحت کر رہا تھا کہ حادثات کیوں ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُس نے کہا حضور! جو فرنٹ کے ڈبے ہوتے ہیں ہمیشہ اُن کے حادثات ہوتے ہیں تو سردار جی نے کہا۔ تم بڑے بیوقوف ہو فرنٹ کے ڈبے لگایا ہی نہ کرو، یہ تو ناانصافی ہے کہ بعض ڈبے فرنٹ کے لگائے جائیں۔ تو Plan of Things میں لازماً ایک فرنٹ ہوگا اور ایک back ہوگا۔ اس کے بغیر existance قائم نہیں ہوسکتی۔ تو اس لئے جب نیچر میں توازن ہے تو کچھ چیزیں آگے ہوں گی کچھ پیچھے ہوں گی، اس میں ناانصافی کا کوئی سوال نہیں ہے۔ لیکن بہرحال Predetermined تقدیر کی جو بات آپ کرتے ہیں وہ ان معنوں میں درست نہیں۔ ویسے تو تقدیر ہے لیکن اس کی بھی تفصیل ہے۔ یہ ساری چیزیں کراچی اور لاہور کی مجالس میں بیان ہو چکی ہیں۔ کیسٹ لائبریری کی صورت میں develop ہو گئی ہیں۔ آپ کو کسی مضمون کے بارہ میں معلوم کرنے کی ضرورت ہو تو آپ لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔

---

(۴)

عورت کی حکمرانی کا مسئلہ

ایک خاتون نے سوال کیا کہ اسلام میں خصوصی قابلیت رکھنے والی عورتیں جو بعض اوقات مردوں سے بھی زیادہ قابل ہوتی ہیں اب بے شک وہ ذہنی طور پر اور کچھ مثالوں میں جسمانی بوجھ اُٹھانے کی طاقت مردوں سے بھی زیادہ رکھتی ہیں، کیا سلوک ہے۔ جبکہ مرد گھر سے باہر کا نظام چلانے کے قابل ہوتے ہیں اور اُن کے لئے ایسی عورت جو اُن سے ذہنی طور پر سبقت رکھتی ہو احساس کمتری کا باعث بنتی ہے اور ایک قسم کا چیلنج ہوتی ہے۔ اکثر اسلام کو جاننے والے علماء فرماتے ہیں کہ عورت اپنی جسمانی کیفیات کی وجہ سے یا ساخت کی وجہ سے مُلک کی باگ ڈور اور بڑے بڑے عہدوں کو سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی لیکن کچھ ایسے ممالک جہاں اسلام رائج نہیں ہے مثلاً بھارت، سری لنکا اور انگلستان میں ایسی عورتیں حکومت کر رہی ہیں جو مردوں سے زیادہ احسن طور پر اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اسلام میں بھی خصوصی قابلیت کی عورت کو اپنی قابلیت سے دوسروں کو مستفید کرنے کا موقع ملتا ہے تو پھر ایسا کس صورت میں ہوگا؟

حضور نے فرمایا بات آپ کی کچھ ٹھیک ہے کچھ halfbaked ہے۔ بات یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو کسی ترقی سے نہ محروم رکھا نہ اسکی (صفات) سے اگر وہ developed ہوں، قوم کو محروم رکھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق تمام مسلمان علماء تسلیم کرتے ہیں، جو شیعہ نہیں ہیں کہ ہم نے آدھا دین حضرت عائشہؓ سے سیکھا ہے۔ آپؓ لوگوں کو ایڈریس بھی کرتی تھیں، مسائل میں لوگ اُن سے جا کر ہدایت مانگتے تھے اور اُنکی رہنمائی کو قبول کرتے تھے۔ ایک صحابیہؓ کی گواہی پر حضرت عمرؓ نے اور بعض دوسرے خلفاء نے بڑے اہم فیصلے کئے تو اس لئے بعد کے مولویوں کے جو جاہلانہ تصورات

ہیں ان کو اسلام کی طرف منسوب کرنا ہی غلط ہے۔

رہا یہ سوال کہ حکومت سے کیوں محروم رکھا تو جہاں تک categorical حکم ہے عورت کو کسی چیز سے محروم نہیں رکھا۔ وحی سے محروم نہیں رکھا۔ صرف نبوت سے محروم رکھا ہے اور اس کی بعض وجوہات ہیں۔ اس کی بناوٹ میں بعض ایسی کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے اس کو مذہبی لیڈر نبوت کے مقام کا نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ اس سے نیچے جہاں تک ولایت کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ سے الہام پانے کا تعلق ہے، اس سے پیار کا تعلق ہے ہر مقام عورت کے لیئے کھلا پڑا ہوا ہے اور اس میں آپ دیکھیں ہمارے احمدیوں میں بھی مثلاً چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ صاحب الہام اور صاحبِ کشف عورت تھیں۔ ہماری ایک رشتہ دار عورت جو تھیں، تو حضرت مسیح موعود کے بہت ہی خطرناک دشمن کی بیٹی لیکن حضرت مسیح موعود کے ایک پوتے سے بیاہی گئی تھیں یعنی وہ مرزا امام دین کی بیٹی تھیں جو حضرت مسیح موعود کا شدید اور گندہ ذہن دشمن تھا۔ اُس اندھیرے میں سے نکل کر وہ عورت آئی ہے اور اتنی نیک اور پاکباز تھی کہ حضرت فضل عمر سے میں نے خود سُنا ہے کہ یہ وہ عورت ہے جس کو الہام بھی ہوتے ہیں اور کشف بھی ہوتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے تو محروم نہیں کیا لیکن محروم اُس ذمہ داری سے کیا ہے جس کا بوجھ اتنا تھا کہ عورت اس کو اُٹھا نہیں سکتی تھی۔ اگر وہ بوجھ ڈالا جاتا تو ظلم ہوتا نہ کہ نہ ڈالنا محرومی ہے۔ اس لیئے یہ تصور ہی غلط ہے۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے یہ کہا جاتا ہے کہ عورت اگر lead کرے گی تو وہ قوم کو ہلاک کر دے گی اور تباہ کر دے گی یہ تحقیق طلب معاملہ ہے۔ جہاں تک مغربی قوموں کا تعلق ہے یہاں ان کا تجربہ بتاتا ہے کہ بعض صورتوں میں عورتوں کا lead کرنا زیادہ مفید ثابت ہوا ہے جن کا کلچر میں نے بتا دیا ہے۔ تو عورت کی لیڈر شپ کا معاملہ غور طلب ہے۔"

(مجلس سوال و جواب سڈنی ۳ر اکتوبر ۱۹۸۳ء)

بقیہ۔ قرض کے بارہ میں قرآنی تعلیم از صفحہ ۳۲

بقیہ۔ از صفحہ ۳۲

قرض کے لیئے دستِ سوال دراز کرنا پڑے۔ لیکن اگر ایسی صورت پیدا ہو تو صرف اتنا قرض لیا جائے جو ضرورت کے لیئے کافی اور پھر صحتِ نیت کے ساتھ لیا جائے کہ اسے وقت پر ادا کرنا ہے۔ ایسے شخص کی خدا تعالیٰ یقیناً مدد فرماتا ہے اور اس کو قرض کی واپسی توفیق بخشتا ہے۔

فرمودات حضرت مسیح موعود

- "ہمارا یہ اصول ہے کہ بنی نوع سے ہمدردی کرو۔" (سراج منیر صفحہ ۲۶)
- "ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جب تک کہ وہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا جیسا کہ اپنے نفس کے لیئے۔" (کشف الغطاء صفحہ ۱۳)

"ہوائیں تیرے فضلوں کا منادی"

گزشتہ پانچ سالوں میں جماعتی ترقیات کا جائزہ !!

از خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ برموقع جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۹ء

- گزشتہ پانچ سالوں کے عرصہ میں خدا تعالیٰ کے محض فضل و احسان سے ـــــ
- ساری دنیا کی جماعتوں میں تیرہ سو آٹھ (۱۳۰۸) کا اضافہ ہو چکا ہے جو کہ ان کے پہلے سال کی نسبت ۴۶ گنا ہے۔
- ایک ملک میں جماعتوں کی تعداد سولہ سے بڑھ کر ایک سو ساٹھ ہو گئی ہے
- بیوت الذکر کی تعداد ۳۲ تھی جبکہ ان چار سالوں میں جماعت کو ۶۶۰ نئے بیوت الذکر بنانے کی توفیق ملی ہے اور ۲۰۱ بنے بنائے بیوت الذکر ان کے علاوہ ہیں۔
- مشن ہاؤسز اور مراکز کی تعداد ۱۹۱ تھی لیکن اس عرصہ میں ۱۱۱ کا اضافہ ہوا۔
- ان مشن ہاؤسز کا رقبہ پہلے مراکز کی نسبت اتنا زیادہ ہے کہ بعض جگہوں میں ایک واحد مشن ہاؤس کا رقبہ اس سے پہلے کے سارے یورپ کے مشن ہاؤسز کے رقبہ سے بڑا ہے۔
- ایک داعی کے مخلصانہ جذبے اور کوشش کے نتیجہ میں آئیوری کوسٹ کے علاقہ میں ۲۸۰۰ سے زیادہ بیعتیں ہوئے اور پھر اس کے ۴۵-۴۶ ہزار تک بڑھ جانے کی خوشخبری۔
- سال رواں میں بیعتوں کی تعداد ۶۱ ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔
- انگولا کے ایک احمدی انگلستان سے گزشتہ سال جلسہ سالانہ کی وڈیو لے گئے تو وہاں کے ۳۷ افسران کو وہ اتنی پسند آئی کہ انہوں نے بار بار اسے ٹیلی کاسٹ کیا۔
- ایک جماعتی وفد کے کمورو ز آئی لینڈ کے دورہ کے دوران ۶۰۰ احمدی ہوئے۔
- تحریک وقفِ نو میں ۲۶۷۱ بچے شامل ہو چکے ہیں
- ۲۷ زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم شائع ہو چکے ہیں جبکہ دیگر کئی زبانوں میں مکمل تراجم طباعت کے مختلف مراحل میں ہیں اور اس سال کے آخر تک پچاس سے زائد ہو جائیں گے۔
- ۱۱۵ زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات کے تراجم۔

- ۱۱۲ زبانوں میں منتخب احادیث کے تراجم۔
- ۱۰۷ زبانوں میں حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے منتخب اقتباسات کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔
- گیارہ مختلف زبانوں میں ۱۲۰ کتب شائع ہو چکی ہیں۔
- اسلام آباد U.K. کے پریس کے بعد افریقہ اور یورپ کے مختلف ممالک میں مزید پریس قائم کئے جا رہے ہیں۔
- کینیڈا میں ذرائع ابلاغ کے ذریعے ۸۰ لاکھ افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا ہے جو کہ کل ملک کی ایک تہائی آبادی ہے۔
- کینیڈا کے متعدد شہروں کے میئرز نے تو صرف دنوں کو ہی نہیں بلکہ ہفتوں کو جماعت احمدیہ کا ہفتہ قرار دیا اور ان کے اعلان شائع کر کے اس کے سرٹیفکیٹ جماعت کو دیئے۔
- سیرالیون نے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر ڈاک کا ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا ہے۔ یوں یہ تاریخی یادگار ٹکٹوں کی صورت میں محفوظ ہوئی ہے۔
- محتاط تخمینہ ہے کہ دنیا کی ایک چوتھائی آبادی تک اس عرصہ میں احمدیت کا پیغام پہنچا دیا گیا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعتی ترقیات کی جھلکیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ میرا تھوڑا سا وقت ہے میں ان ممالک میں سے کس کس کی باتیں کروں لیکن میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ سب ہمارے خدائے واحد کی رحمت کے کرشمے ہیں۔ اسی بات پر میں تان کو توڑتا ہوں کہ اپنے خدا کی رحمتوں کو یاد کریں۔ اس کے حضور سر بسجود رہیں اور اس کا شکر ادا کریں۔

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ۔

گزشتہ پانچ سال کے عرصہ میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف

- اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے نتیجہ میں ۱۵۱ مقدمات
- کلمہ طیبہ کا بیج لگانے پر ۵۹۹ مقدمات
- بیوت الذکر پر کلمہ طیبہ لکھنے کے جرم میں ۳۶۴ مقدمات
- اذان دینے اور نماز پڑھنے کے جرم میں ۱۷۸ مقدمات
- تقسیم لٹریچر کے جرم میں ۲۲۶ مقدمات
- مباہلہ کے پمفلٹ تقسیم کرنے کے جرم میں ۱۷۰ مقدمات
- دیگر شعائر اسلام مثلاً السلام علیکم کہنے کے نتیجہ میں ۴۸ مقدمات درج کئے گئے۔

جبکہ ۱۱۸ بیوت الذکر سے کلمہ طیبہ مٹایا گیا۔
۱۹ بیوت الذکر سر بمہر کر دی گئیں۔
۹ بیوت الذکر گرائی گئیں۔
۱۸ بیوت الذکر کو آگ لگا دی گئی۔
۲۵ احمدیوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں جان سے مار دیا گیا۔
۱۹ احمدیوں کی قبریں اکھیڑ دی گئیں اور ان کی لاشوں کو باہر پھینک دیا گیا۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

اے قدیر و خالق ارض و سماء

فارسی منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ

سیدنا حضرت مسیح موعود اپنے اور مخالفین کے درمیان حق و انصاف کا فیصلہ چاہتے ہوئے اپنی جان اور اپنے مال و متاع اور اپنی عزت و آبرو اور اپنے جمیع کاروبار کی بازی لگاتے ہوئے خدا کے حضور نہایت درد اور جوش سے مناجات کرتے ہیں :-

اے قدیر و خالق ارض و سما — اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر — اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر — گر تو دیدا ستی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کُن منِ بدکار را — شاد کُن این زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوارِ من — دشمنم باش و تبہ کُن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی — قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ — کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبت کار کُن — اندکے افشاءِ آں اسرار کُن
اے کہ آئی سوئے ہر جوئندۂ — واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم — زاں محبت ہا کہ در دِل کاشتم

خود بروں آ از پئے ابراءِ من — اے تو کہف و ملجاؤ و ماوائے من

آتشے کاندر دلم افروختی — وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی

ہم ازاں آتش رُخِ من برفروز — ویں شبِ تارم مبدّل کن بروز[1]

"یعنی اے میرے قادر و قدیر خدا۔ اے وہ جو زمین و آسمان کا واحد خالق و مالک ہے۔ اے وہ جو اپنے بندوں پر بے انتہا رحم کرنے والا اور ان کی ہدایت کا بے حد آرزو مند ہے۔ ہاں اے میرے آسمانی آقا جو لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں پر نظر رکھتا ہے جس پر زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔ اگر تو دیکھتا ہے کہ میرا اندرونہ فسق و فساد اور فتنہ و شر کی نجاست سے بھرا ہوا ہے اگر تو مجھے ایک بد فطرت اور ناپاک سیرت انسان خیال کرتا ہے تو میں تجھے تیرے جبروت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ بدکار کو پارہ پارہ کر کے رکھ دے اور میرے مخالفوں کے دلوں کو ٹھنڈا کر۔ تو میرے در و دیوار پر اپنے عذاب کی آگ برسا اور میرا دشمن بن کر میرے کاموں کو تباہ و برباد کر دے۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میں تیرا اور صرف تیرا ہی بندہ ہوں۔ اور اگر تو دیکھ رہا ہے کہ صرف تیرا ہی مبارک آستانہ میری پیشانی کی سجدہ گاہ ہے اگر تو میرے دل میں اپنی وہ بے پناہ محبت پاتا ہے جس کا راز اس وقت دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے تو اے میرے پیارے آقا! تو مجھے اپنی محبت کا کرشمہ دکھا اور میرے عشق کے پوشیدہ راز کو لوگوں پر ظاہر فرما دے۔ ہاں اے وہ جو کہ ہر متلاشی کی طرف خود چل کر آتا ہے اور ہر اس شخص کے دل کی آگ سے واقف ہے جو تیری محبت میں جل رہا ہے۔ میں تجھے اپنی اس محبت کے پودے کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جو میں نے تیرے لئے اپنے دل کی گہرائیوں میں لگا رکھا ہے کہ تو میری بریت کے لئے باہر نکل آ۔ ہاں ہاں اے وہ جو میری پناہ اور میرا سہارا اور میری حفاظت کا قلعہ ہے وہ محبت کی آگ جو تو نے اپنے ہاتھ سے میرے دل میں روشن کی ہے اور جس کی وجہ سے میرے دل و دماغ میں تیرے سوا ہر دوسرا خیال جل کر راکھ ہو چکا ہے تو اب اسی آگ کے ذریعہ میرے پوشیدہ چہرے کو دنیا پر ظاہر کر دے اور میری تاریک رات کو دن کی روشنی میں بدل دے۔"

(ماخوذ از سیرۃ طیبہ مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

---

[1] حقیقۃ المہدی

غزل

یہ سیہ رات چلے گی کب تک
ظلم کی بات چلے گی کب تک

نور تو نور ہے پھیلے گا ضرور
رات ہے رات چلے گی کب تک

سائے چڑھ آئے ہیں منڈیروں پر
دھوپ دو ہات چلے گی کب تک

خشک موسم نہ سدا دیر چلا
پھر یہ برسات چلے گی کب تک

آؤ کچھ وعدے وفاؤں کے کریں
یہ ملاقات چلے گی کب تک

بَغتَۃً کا بھی نظارہ ہوگا
پانچ۔ دو۔ سات چلے گی کب تک

(طاہر عارف)

محبّتِ الٰہی اور اُس کے رجحانات

حضرت مسیح موعود کا پُر کیف بیان

(محترم مولانا ابوالعطاء صاحب)

خالق اور اس کی مخلوق میں ایسا مضبوط اور پختہ رشتہ ہے کہ اس کی مثال دنیوی رشتوں اور تعلقات میں پائی نہیں جاسکتی۔ انسان کا جسم اور اس کی رُوح خدا کے ہاتھ سے پیدا ہوئے ہیں اور اس پیدائش کا اثر زندگی کے ہر پہلو پر نمایاں نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے جو محبّت ہے وہ بھی بے پایاں اور بے انتہاء ہے اسی لیے وہ اُن کی جسمانی زندگی اور رُوحانی زندگی کے لیئے بے انتہاء اور غیر معمولی سامان مہیا کرتا ہے۔ اُس نے انسانوں کی زندگی، اُن کی بقاء اور اُن کی نشوونما کے لیئے اس قدر کائنات پیدا فرمائی اور اتنی نعمتیں عطا فرمائیں کہ انسان کے تصوّر اور اس کے گمان سے بھی باہر ہیں۔ ایسا ہی روحانی زندگی کے جاری رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کی پاک فطرت کے علاوہ صلحاء، اولیاء اور انبیاء علیہم السلام کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری فرمایا۔ نادان انسان نبیوں کو گالیاں دیتے، اُن کو مارتے اور ہر طرح سے درپئے آزار رہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کے محبوب ترین انسان ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ بایں ہمہ عام انسانوں کی بھلائی اور بہبودی کی خاطر ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا پیغمبر مبعوث فرماتا ہے۔ دوسری طرف انسانی فطرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبّت اور اسکی طرف کشش ایسی نمایاں اور گہری ہے کہ اس کا بھی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ انسان خالق کائنات کی محبت کا گہرا نقش لے کر پیدا ہوتا ہے اور اس کی رُوح ابتدائے آفرینش سے اپنے خالق، مالک اور محسن کیلئے عاشقانہ اور والہانہ جذبات سے معمور ہوتی ہے اور ہر لمحہ اور ہر موڑ پر اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں بَلٰی کا نعرہ لگارہی ہے

انبیاء علیہم السلام انسانوں کی اُس خفتہ محبّت کو بیدار کرنے کے لیئے آتے ہیں جو دنیوی آلائشوں اور بُرے اعمال کے نتیجہ میں دبیز پردوں میں چھُپ جاتی ہے اور انسان مادی زندگی پر قانع ہو کر اسی کو اپنا نصب العین قرار دینے لگ جاتا ہے۔ نبی اپنے وقت میں محبّتِ الٰہی کا وہ آتش فشاں پہاڑ ہوتا ہے جو اردگرد کے سارے ماحول کو اس محبت سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا عاشق ہوتا ہے کہ عشق کی اس چنگاری کو ہر دل میں شعلہ زن کر دیتا ہے۔ نبیوں اور ان کے متبعین نے محبّتِ الٰہی کے وہ گیت گائے ہیں جن کی دنیوی عشق کے سارے گیت مل کر بھی پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے اپنی حقیقی محبّت کے لیئے ایسی فدائیت اور

قربانی پیش کی ہے کہ انسانی رُوح اُس کے تصوّر سے آج بھی وجد میں آجاتی ہے۔ بہرحال نبی زمین پر خدا کا مظہر اور اس کا عاشقِ صادق ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسا پیوند رکھتا ہے اور اپنے پیروؤں کا ایسا پیوند قائم کر دیتا ہے جو ہر حالت میں ناقابلِ شکست ہوتا ہے۔

درحقیقت انسانی فطرت میں عشقِ ربانی کی امانت ودیعت کی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں :-

"منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کو لازم پڑی ہوئی ہیں ایک برتر ہستی کی تلاش ہے جس کے لئے اندر ہی اندر انسان کے دل میں ایک کشش موجود ہے اور اس تلاش کا اثر اُسی وقت سے ہونے لگتا ہے جبکہ بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے روحانی خاصیت اپنی جو دکھاتا ہے وہ یہی ہے کہ ماں کی طرف جھکا جاتا ہے اور طبعاً اپنی ماں کی محبت رکھتا ہے اور پھر جیسے جیسے حواس اُس کے کھلتے جاتے ہیں اور شگوفہ فطرت اس کا کھلتا جاتا ہے یہ کششِ محبت جو اس کے اندر چھپی ہوئی تھی اپنا رنگ و رُوپ نمایاں طور پر دکھاتی چلی جاتی ہے۔ پھر تو یہ ہوتا ہے کہ بجز اپنی ماں کی گود کے کسی جگہ آرام نہیں پاتا اور پورا آرام اس کا اُسی کے کنارِ عاطفت میں ہوتا ہے۔ اگر ماں سے علیحدہ کر دیا جائے اور دُور ڈال دیا جائے تو تمام عیش اس کا تلخ ہو جاتا ہے اور اگرچہ اس کے آگے نعمتوں کا ایک ڈھیر ڈال دیا جائے تب بھی وہ اپنی سچی خوشحالی ماں کی گود ہی میں دیکھتا ہے اور اس کے بغیر کسی طرح آرام نہیں پاتا۔ سو وہ کششِ محبت جو اُس کو اپنی ماں کی طرف پیدا ہوتی ہے وہ کیا چیز ہے؟

درحقیقت یہ وہی کشش ہے جو معبودِ حقیقی کے لئے بچہ کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔ بلکہ ہر ایک جگہ جو انسان تعلقِ محبت پیدا کرتا ہے درحقیقت وہی کشش کام کر رہی ہے اور ہر ایک جگہ جو یہ عاشقانہ جوش دکھلاتا ہے درحقیقت اسی محبت کا وہ ایک عکس ہے۔ گویا دوسری چیزوں کو اُٹھا اُٹھا کر ایک گم شدہ چیز کی تلاش کر رہا ہے جس کا اب نام بھول گیا ہے۔ سو انسان کا مال یا اولاد یا بیوی سے محبت کرنا یا کسی خوش آواز کے گیت کی طرف اس کی روح کا کھینچے جانا درحقیقت اسی گم شدہ محبوب کی تلاش ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۹)

انسان کی وہ محبت جو اُسے اپنے خالق سے کرنی چاہیئے اور اس کی وہ فدائیت جو اُسے اِس راہ میں اختیار کرنی چاہیئے قرآن مجید نے اِس بارے میں جامع رہنمائی فرمائی ہے۔ یہ عشق درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہے اور آخر اپنے کمال تک پہنچتا ہے اور پھر مزید کا طالب ہوتا ہے۔ قرآنی آیات پر غور کرنے اور انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محبتِ الٰہی انسانی حالات کے مطابق عدل، احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ کے تین بڑے مدارج رکھتی ہے۔ اور یہ درجات انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔

قرآن مجید نے ایک ہی جامع آیت میں یہ تصریح فرمادی ہے کہ انسان کا انسان سے حُسنِ سلوک بھی تین مراتب رکھتا ہے اور انسان کی محبتِ الٰہی بھی انہی تین درجات میں ترقی کرتی ہے۔ باقی آخری درجہ غیر محدود وسعتوں پر حاوی ہے اور ابدالآباد تک انسانی رُوح اس کی منزلوں کو طے کرتی رہے گی۔ اِس سلسلہ میں حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

" قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت باری عزّ اسمہٗ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی۔ اور ان حکموں کو اُس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے، جیساکہ استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں۔ اور وہ آیت کریمہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی۔ پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو ظالم نہ بنو۔ پس جیساکہ درحقیقت بجز اس کے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں، کوئی بھی محبت کے لائق نہیں، کوئی بھی توکّل کے لائق نہیں۔ کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیّومیّت و ربوبیّتِ خاصہ کے ہر ایک حق اُسی کا ہے۔ اِسی طرح تم بھی اُس کے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اُس کی محبت میں اور اُس کی ربوبیت میں شریک مت کرو۔ اگر تم نے اس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اُس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اُس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متأدّب بن جاؤ اور اُس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اُسکی عظمت اور جلال اور اُس کے حُسنِ لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اس کے اِیتاءِ ذی القربٰی کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلّف اور تصنّع دُور ہو جائے اور تم اُس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اُس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۳۸ حصہ دوم طبع دوم)

ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے دلوں کو پوری طرح بیدار کر کے محبتِ الٰہی کی منازل پر عاشقانہ رنگ میں گامزن ہوں۔ خدا تعالیٰ کے ماموروں کی بعثت کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ خالق اور مخلوق کے رشتہ کو استوار کریں، انسان کو اپنے پیدا کنندہ کی محبت میں ایسا دیوانہ بنا دیں کہ اسے اس کے بغیر چین نہ ہو اور اس کی رُوح ہر لحظہ اُس کے وصال کے لیے بے قرار ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس سرمدی اور لازوال نعمت سے نوازے۔ آمین ؟

(انصار اللہ مئی ۱۹۶۴ء)

روحانی خزائن

فہرست تصنیفاتِ منیفہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

۱-۲- براہین احمدیہ۔ حصّہ اوّل و دوم: (۱۸۸۰ء)۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی سب سے پہلی تصنیفِ منیف ہے جس میں آپ نے اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے دنداں شکن جوابات دیتے ہوئے مذہب اسلام کے محاسن اور خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔

۳- براہین احمدیہ حصّہ سوم: ۱۸۸۲ء۔ اس میں آپ نے حقیقتِ قرآن مجید، اس کی فضیلت اور صدقِ رسالتِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر زبردست دلائل تحریر فرمائے۔

۴- براہین احمدیہ حصّہ چہارم: ۱۸۸۴ء۔ کلامِ الٰہی کی ضرورت، حقیقتِ قرآن کریم پر دلائل اور سورۃ فاتحہ کے دقائق و معارف بیان فرمائے اور اس میں بعض پیشگوئیاں بھی درج فرمائیں۔

۵- پُرانی تحریریں: ــــ ۱۸۸۵ء۔ دعویٰ سے قبل کی بعض تحریروں پر مشتمل ہے۔ الہام، روح اور مادہ کا حادث یا قدیم ہونا اور ردِّ تناسخ کے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔

۶- سُرمہ چشم آریہ: ۱۸۸۶ء۔ یہ عظیم الشان مباحثہ ہے جو آپ اور ماسٹر مرلی دھر آریہ سماج کے مابین ہوا۔ معجزہ شق القمر، نجات، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالی مقام، قانونِ قدرت اور معجزات جیسے اہم موضوعات پر نہایت لطیف اور مدلّل بحث ہے۔ قرآنی معجزات پر ایک طویل مضمون بھی حاشیہ میں درج ہے۔

۷- شحنۂ حق: ــــ ۱۸۸۷ء۔ یہ کتاب صرف چار پانچ گھنٹوں میں ضبطِ تحریر میں لائی گئی۔ جس میں آریوں کے تمام اعتراضات کا مسکت جواب دیا گیا ہے۔

۸- سبز اشتہار: ۱۸۸۸ء۔ اس رسالہ کا دوسرا نام "حقانی تقریر برموقعہ وفات بشیر" ہے۔ اس میں "پیشگوئی مصلح موعود" اور اس بارہ میں مخالفین کے اعتراضات کا جواب ہے۔

۹- فتح اسلام: ــــ ۱۸۹۰ء۔ یہ بے نظیر تصنیف دلائل دربارہ وفاتِ مسیح پر مشتمل ہے، اور سلسلہ کی اشاعت و ترقی کے لیئے پانچ شاخوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۰- **توضیح مرام** : ۱۸۹۱ء — اپنے دعویٰ کی صداقت کے بیان کے علاوہ سورۃ الشمس کی تفسیر اور نزولِ ملائکہ پر سیر حاصل بحث فرمائی۔

۱۱-۱۲- **ازالہ اوہام** : ہر دو حصے۔ ان کتب میں تیس قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ سے وفاتِ مسیح ثابت کی گئی ہے۔ اعتراضات کے جوابات شامل ہیں۔

۱۳- **الحق** : مباحثہ لدھیانہ۔ ۱۸۹۱ء۔ حیات و وفاتِ مسیح پر ایک مباحثہ جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے درمیان ہوا۔ نیز مقامِ حدیث پر روشنی ڈالی گئی۔

۱۴- **الحق** : مباحثہ دہلی۔ ۱۸۹۱ء۔ یہ مباحثہ حضرت بانیٔ سلسلہ اور مولوی محمد بشیر سہسوانی کے مابین ہوا۔ موضوع حیات و وفاتِ مسیح تھا۔

۱۵- **آسمانی فیصلہ** : ۱۸۹۲ء — سید نذیر حسین صاحب کو دعوتِ مباحثہ اور قرآن کریم میں بیان فرمودہ چار علاماتِ مومنین کے اظہار کی دعوت دی۔

۱۶- **نشانِ آسمانی** : ۱۸۹۲ء۔ گلاب شاہ مجذوب اور شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی اپنے بارے میں پیشگوئیاں اور اُن کی وضاحت و صراحت بیان کی۔ اس کا دوسرا نام شہادۃ الملہمین رکھا۔

۱۷- **آئینہ کمالاتِ اسلام** : ۱۸۹۳ء۔ اس عظیم الشان تصنیف کا دوسرا نام "دافع الوساوس" ہے۔ جس میں قرآن اور اسلام کے محاسن و خوبیوں کا بے نظیر پیرایہ میں تذکرہ ہے۔

۱۸- **برکات الدعا** : ۱۸۹۳ء۔ دُعا کی حقیقت اور اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے سرسید احمد خان مرحوم کے خیالات کا رد فرمایا گیا ہے۔ اور اپنی دعائے مستجاب درباره پنڈت لیکھرام کا ذکر فرمایا۔

۱۹- **حجۃ الاسلام** : ۱۸۹۳ء۔ ہنری مارٹن کلارک اور دوسرے عیسائی پادریوں کو دعوتِ مقابلہ۔ اسلام کے زندہ ہونے کے زبردست دلائل پیش کیے۔

۲۰- **سچائی کا اظہار** : ۱۸۹۳ء۔ مباحثہ امرتسر کی تفصیلات پر بحث۔ عبدالحق غزنوی کی دعوتِ مقابلہ قبول فرماتے ہوئے دوسرے علماء کو شرکت کی دعوت۔

۲۱- **جنگ مقدس** : ۱۸۹۳ء۔ یہ عظیم الشان مباحثہ کی روئداد ہے جو حضرت صاحب اور پادری عبداللہ آتھم کے درمیان ہوا۔ جبر و قدر، قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں دلائل درج ہیں۔

۲۲- **تحفہ بغداد** : ۱۸۹۳ء۔ دعویٰ مسیحیت و ماموریت پر اعتراضات کے جواب میں ضبطِ تحریر میں لائی جانے والی اس کتاب میں ضرورتِ وحی و الہام پر بھی سیر حاصل بحث درج ہے نیز نزول المسیح

اور ختم نبوت کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔

۲۳۔ **کرامات الصادقین** : ۱۸۹۳ء۔ اس کتاب میں حضرت صاحب نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو تفسیر نویسی کے مقابلہ کی دعوت دی۔ یہ چار عربی قصائد اور سورۃ فاتحہ کی پُر معارف عربی زبان میں تفسیر پر مشتمل ہے۔

۲۴۔ **شہادۃ القرآن** : ۱۸۹۳ء۔ ایک نیچری کے سوال کہ "مسیح کا آنا صرف حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور وہ احاد کا ذخیرہ ہیں" کے جواب میں قرآنی آیات کی روشنی میں اپنی صداقت واضح فرمائی۔

۲۵۔ **حمامۃ البشریٰ** : یہ عربی فصاحت و بلاغت کا شاہکار مکہ مکرمہ کے ایک احمدی دوست کی درخواست پر لکھا گیا ہے جس میں حضرت صاحب نے اپنی صداقت کے دلائل درج فرمائے ہیں۔ نیز اس زمانہ کے فتنوں اور بلاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔

۲۶۔ **نور الحق حصہ اوّل** : ۱۸۹۴ء۔ پادری عماد الدین کی شر انگیز کتاب جس میں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اعتراضات کیئے گئے تھے، کے ردّ میں لکھی گئی۔ یہ کتاب نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے۔

۲۷۔ **نور الحق حصہ دوم** : ۱۸۹۴ء۔ یہ کتاب بھی عربی زبان میں ہے۔ اس میں آپ کی دعا کی قبولیت کے نشان کے طور پر خسوف و کسوف کے ظاہر ہونے کا تفصیلی بیان ہے۔

۲۸۔ **اتمام الحجۃ** : ۱۸۹۴ء۔ اس میں وفاتِ مسیح کے اثبات میں نہایت وزنی اور ٹھوس دلائل لکھے گئے ہیں۔

۲۹۔ **سرّ الخلافہ** : ۱۸۹۴ء۔ فصیح و بلیغ عربی زبان میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں مسئلہ خلافت پر مدلّل بحث ہے اور خلفائے اربعہ کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

۳۰۔ **انوار الاسلام** : ۱۸۹۴ء۔ عبداللہ آتھم کا حضرت صاحب کی پیشگوئی کے نتیجہ میں رجوع اور توبہ کی صراحت اور اعتراف نہ کرنے کی صورت میں دعوتِ مباہلہ دی۔

۳۱۔ **منن الرحمٰن** : ۱۸۹۵ء۔ "عربی زبان کا اُمّ الالسنہ ہونا" یہ حیرت انگیز علمی انکشاف پہلی مرتبہ دنیائے علم و ادب کے سامنے حضرت صاحب نے پیش فرمایا اور اس اِدّعاء کے ثبوت میں بڑے ٹھوس دلائل اس کتاب میں درج فرمائے۔ نہایت اعلیٰ اور فصیح عربی زبان کا ایک نمونہ ہے۔

۳۲۔ **ضیاء الحق** : ۱۸۹۵ء۔ اس میں عبداللہ آتھم کے بارہ میں پیشگوئی کی وضاحت و صراحت فرماتے ہوئے حضور نے اعلان فرمایا ہے کہ ایک سال کے اندر اندر قسم کھانے سے انکار کی وجہ سے خدائی عذاب کا شکار ہوگا۔

۳۳۔ **نور القرآن حصہ اول و دوم** : ۱۸۹۵ء۔ عیسائیت کے ردّ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

نبوّت کی صداقت اور آنحضورؐ کی ذات پر عیسائیوں کے رکیک اور ناپاک حملوں کا انجیل کے پیش کردہ "یسوع مسیح" کی تصویر پیش کرکے الزامی انداز میں جواب دیا گیا ہے۔

۳۵- ست بچن: حضرت باوا نانک رح پر عائد کردہ پنڈت دیانند کے الزامات کا ردّ اور حضرت باوا صاحب کا صحیح عقیدہ لکھا ہے۔

۳۶- معیار المذاہب: ۱۸۹۵ء۔ اس رسالہ میں مختلف مذاہب کی تعلیمات کا موازنہ کیا گیا ہے۔

۳۷- آریہ دھرم: ۱۸۹۵ء۔ آریہ سماج والوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر بے بنیاد الزامات کا ردّ اور آریہ عقائد کی قلعی کھولی گئی ہے اور اسلامی مسائل کا فلسفہ اور حکمت بیان کی ہے۔

۳۸- انجام آتھم: ۱۸۹۶ء۔ پیشگوئی آتھم کے پورا ہونے کی تفصیل اور پادریوں کو چیلنج کہ آتھم کی طرف سے وہ قسم کھالیں کہ اس نے پہلی میعاد کے اندر رجوع نہیں کیا تھا اور اگر ایک سال کے اندر وہ بچ جائیں تو آپ سے تاوان وصول کریں۔

۳۹- اسلامی اصول کی فلاسفی: یہ وہ معرکۃ الآراء مضمون ہے جو جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں پڑھا گیا اور جو آپ کی پیشگوئی کے مطابق سب سے بالا رہا۔ اسلامی اصولوں کا فلسفہ اور احکام کی حکمت کے بیان میں اس مضمون کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

۴۰- سراج منیر: اس کتاب میں ۳۷ زبردست پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر ہے۔

۴۱- استفتاء: ۱۸۹۷ء۔ لیکھرام کے واقعۂ قتل کا ذکر۔ آریوں کے الزامات کے جواب کے علاوہ اپنے کئی الہامات کا ذکر فرمایا۔

۴۲- تحفہ قیصریہ: ۱۸۹۷ء۔ ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقعہ پر ملکہ کو دعوت الی اللہ۔

۴۳- حجۃ اللہ: ۱۸۹۷ء - یہ رسالہ اسرار ربّانیہ اور محاسن ادبیہ کا مرقع ہے۔ نجفی اور غزنوی کے علاوہ مولوی محمد حسین بٹالوی کو اس کے مقابلہ پر ایسی فصیح و بلیغ عربی میں علوم و معارف کے قلمبند کرنے کا چیلنج۔

۴۴- محمود کی آمین: سیدنا محمود کے ختم قرآن کے شکرانے کی تقریب پر لکھی گئی ایک طویل نظم۔

۴۵- سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب: اس میں پروفیسر سراج الدین کے سوالات کے جواب میں اسلامی توحید، ردِّ کفارہ اسلامی جہاد پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی عقائد کی برتری اور فضیلت ثابت کی۔

۴۶- کتاب البریّہ: حضرت صاحب نے آپ کے خلاف ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ اقدام قتل کے واقعہ کی روداد بڑی تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائی ہے۔

۴۷۔ **البلاغ** : ۱۸۹۸ء۔ یہ ایک عیسائی کی نہایت دلآزار اور دردانگیز کتاب "اُمہات المومنین" کے جواب میں لکھی ہے۔ اس کا دوسرا نام "فریادِ درد" بھی ہے۔ اور ایسی ناپاک جسارتوں کے انسداد کا صحیح طریق تجویز کرتے ہوئے مسلمان علماء کو اس کا جواب لکھنے کی ترغیب دلائی۔

۴۸۔ **ضرورۃ الامام** : ۱۸۹۸ء۔ اس کتاب میں ضرورتِ امام، اس کی علامات اور سچے الہام کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

۴۹۔ **نجم الہدیٰ** : ۱۸۹۸ء۔ منکرین پر اتمام حجت اور لاعلم لوگوں کو قبولِ حق کی دعوت دی گئی ہے۔

۵۰۔ **رازِ حقیقت** : ۱۸۹۸ء۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح حالاتِ زندگی درج فرمائے گئے ہیں۔ نیز مولوی محمد حسین بٹالوی کی عربی دانی کی قلعی کھولی گئی ہے۔

۵۱۔ **کشف الغطاء** : حکومتِ وقت کو اپنے اور اپنی جماعت کے صحیح عقائد سے مطلع کرنے کے لئے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔

۵۲۔ **ایام الصلح** : ۱۸۹۹ ــــــ اس کتاب میں حضرت صاحب نے دُعا، وحی و الہام، تدبیر و تقدیر جیسے مسائل پر تفصیل سے بحث فرمائی ہے۔ نیز سورۃ فاتحہ کی تفسیر اور اپنے دعویٰ کی صداقت کے ثبوت کے چار طریق بیان فرمائے ہیں۔

۵۳۔ **حقیقت المہدی** : ۱۸۹۹ء۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے تابع آنے والے مہدی کی اصل حقیقت واضح فرمائی ہے۔

۵۴۔ **مسیح ہندوستان میں** : ــــــ ۱۸۹۹ء۔ اس عظیم الشان تصنیف میں مسیحؑ کے زندہ صلیب سے اُترنے، ہجرت اور طبعی وفات سے متعلق اپنی تحقیق کے قوی اور زبردست عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں۔

۵۵۔ **ستارہ قیصریہ** : ۱۸۹۹ء۔ تحفہ قیصریہ کا جواب نہ پاکر حضرت صاحب نے اسی مضمون کو ایک دوسرے دلکش پیرایہ میں دعوت الی اللہ دی۔

۵۶۔ **تریاق القلوب** : ــــــ ۱۸۹۹ء۔ زندہ نبی اور زندہ رسول کی خاص علامات درج فرماتے ہوئے اپنے بعض آسمانی نشانات کا ذکر کیا اور مخالفین کو اپنے الہامات کا چیلنج دیا۔

۵۷۔ **تحفہ غزنویہ** : ۱۹۰۲ - مولوی عبدالحق غزنوی کی طرف سے اُن غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا جو اُس نے آپ کے نشانات اور مقابلہ کے بارہ میں پیدا کیں۔

۵۸۔ **گورنمنٹ اور جہاد** : ۱۹۰۰ء۔ اسلام پر غیر مذاہب کے اعتراض کا جواب دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ حدیث یضع الحرب کی تشریح۔

۵۹۔ **لُجّۃ النور** : ۱۹۰۰ء۔ یہ رسالہ عرب، شام، عراق، ایران وغیرہ ممالک میں علماء کو دعوت

الی اللہ کی غرض سے لکھا گیا تھا۔ عالم اسلام کی دردناک حالت اور اپنے دعویٰ کی صداقت پر روشنی ڈالی ہے۔

۶۰- تحفہ گولڑویہ :۔ ۱۹۰۰ء۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو دعوتِ مقابلہ دیتے ہوئے حضرت صاحب نے اپنی صداقت کے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ نیز محمدی اور موسوی سلسلوں کی مماثلت کا ذکر کیا ہے۔

۶۱- اربعین : ۱۹۰۰ء۔ مخالفین پر اتمام حجت کی غرض سے اپنی صداقت کے دلائل دیئے۔

۶۲- خطبہ الہامیہ :۔ ۱۹۰۰ء۔ عیدالاضحیہ کے موقعہ پر حضور نے یہ فصیح و بلیغ خطبہ عربی زبان میں لدنی علم سے ارشاد فرمایا۔ جو بیش بہا نکاتِ معارف سے پُر ہے اور ایک خدائی نشان کے طور پر ہے۔

۶۳- اعجاز المسیح : فصیح و بلیغ عربی تفسیر سورۃ فاتحہ۔ جو ایک بے مثال علمی معجزہ ہے۔

۶۴- ایک غلطی کا ازالہ : ۱۹۰۱ء۔ نبوت کی تعریف، مقام نبوت اور اپنی بیان کردہ تعریف اور مروجہ اصطلاح میں فرق بیان کیا۔

۶۵- دافع البلاء : ۱۹۰۲ء۔ اپنے الہامات کی روشنی میں طاعون کی وباء کا پس منظر بیان کرتے ہوئے اپنی صداقت پر روشنی ڈالی اور طاعون سے بچنے کا طریق بیان فرمایا۔

۶۶- الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ ـــ حضرت صاحب نے اس رسالہ میں اسلام کے اندرونی و بیرونی فتنوں کا ذکر فرما کر ان کے سدِباب کا صحیح طریق بیان فرمایا۔

۶۷- نزول المسیح : ۱۹۰۲-۱۹۰۹ء۔ حضرت صاحب کی یہ تصنیف علم کلام کی جامع ہے۔ الہامِ ربانی کی گیارہ نشانیوں اور ۱۲۳ پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

۶۸- کشتی نوح : ۱۹۰۲ء۔ اس رسالہ کے دوسرے نام دعوۃ الایمان اور تقویۃ الایمان ہیں اسلامی تعلیمات اور احکامات کو جامع رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔

۶۹- تحفۃ الندوہ : ۱۹۰۲ء۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے اجلاس کلکتہ کے لئے تحریر کیا گیا اور علماء کو دعوتِ حق دی گئی۔

۷۰- اعجاز احمدی : ۱۹۰۲ء۔ مباحثہ مدّ کی مکمل روداد۔ اس میں قصیدہ اعجازیہ مع اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔

۷۱- ریویو مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی : ۱۹۰۲ء۔ قرآن و سنت اور حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے ان کے مقام اور حیثیت کی وضاحت فرمائی۔

۷۲۔ مواہب الرحمٰن : ۱۹۰۳ء۔ ایک عربی اخبار "اللّواء" کے اعتراض کا مسکت جواب دیتے ہوئے اپنے عقائد کی وضاحت فرمائی اور اپنے حق میں ظاہر ہونے والے بعض نشانات کا بھی تذکرہ فرمایا۔

۷۳۔ نسیمِ دعوت : آریوں کے ایک شرانگیز اشتہار آریہ سماج اور قادیان کا مقابلہ کے جواب میں یہ کتاب تصنیف فرمائی۔

۷۴۔ سناتن دھرم : ۱۹۰۳ء۔ آریوں کے اعتراض کا الزامی جواب دیتے ہوئے مسئلہ نیوگ کی حقیقت کھولی ہے۔

۷۵۔ تذکرۃ الشہادتین : ۱۹۰۳ء۔ اس کتاب میں حضرت صاحب نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور سید شہزادہ عبداللطیف صاحب کی خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے واقعات درج فرمائے ہیں اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کی پیشگوئی فرمائی ہے۔

۷۶۔ سیرۃ الابدال : ۱۹۰۳ء۔ اس مختصر عربی رسالہ میں حضرت صاحب نے اولیاء اللہ کی ۲۳ علامتیں درج فرمائی ہیں۔

۷۷۔ لیکچر لاہور : ۱۹۰۴ء۔ اہلِ لاہور کو دعوتِ حق دیتے ہوئے اپنی صداقت کے دلائل اور نشانات کا تذکرہ فرمایا۔

۷۸۔ لیکچر سیالکوٹ : ۱۹۰۴ء۔ حضرت اقدس نے اس عظیم الشان خطاب میں اہلِ سیالکوٹ کو دعوت الی الحق دی اور اپنی صداقت کے دلائل بیان کیے۔

۷۹۔ حضرت اقدس کی تقریریں : ۱۹۰۴ء جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت اقدس کی تقاریر ہیں۔ ان میں آپ نے دعا، صحبتِ صالحین کی ضرورت، اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تلقین فرمائی۔

۸۰۔ براہین احمدیہ حصّہ پنجم : ۱۹۰۵ء۔ اس کتاب میں حضرت اقدس نے حقیقتِ معجزہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے بعض معجزات کا تذکرہ فرمایا۔ اس کا دوسرا نام "نصرۃ الحق" ہے۔

۸۱۔ الوصیّۃ : ۱۹۰۵ء۔ حضرت اقدس نے اپنی وفات کے قرب کے متعلق بعض الہامات بیان فرماتے ہوئے جماعت کو بہت سی زرّیں نصائح فرمائی ہیں۔

۸۲۔ احمدی اور غیر احمدی میں فرق : ۱۹۰۵ء۔ اس میں احمدی اور غیر احمدی کے درمیان فرق بیان فرمایا۔

۸۳۔ چشمۂ مسیحی : اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرتے ہوئے عیسائیت کے عقائدِ باطلہ کا بطلان ثابت کیا گیا ہے۔

۸۴۔ تجلیاتِ الٰہیہ : ۱۹۰۶ء۔ حضرت اقدس نے اپنی صداقت کے دلائل دیئے ہیں۔ پانچ بڑے زلازل کی خبر دی۔ یہ کتاب مکمّل نہ ہوسکی اور بعد میں اسی طرح شائع کردی گئی۔

۸۵۔ قادیان کے آریہ اور ہم : ۱۹۰۷ء۔ حضرت اقدس نے آریوں کے الزامات کا جواب دیتے ہوئے آریہ مذہب اور ان کے عقائد کا بطلان ثابت کیا ہے۔

۸۶۔ حقیقۃ الوحی : ۱۹۰۷ء۔ اس ضخیم کتاب میں حضرت اقدس نے قرآنی حقائق و معارف کے کے علاوہ اپنی صداقت کے دو صد سے زیادہ نشانات درج فرمائے ہیں۔ علاماتِ مقربین، خوابوں اور الہامات کی تشریح اور ان کے مدارج بیان فرمائے ہیں۔

۸۷۔ چشمۂ معرفت : ۱۹۰۸ء۔ اس میں آریوں کے عقاید کا ردّ قرآن، اسلام اور بانیٔ اسلامؐ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔ اور اسلام کی تمام ادیان پر فضیلت ثابت کی ہے۔

۸۸۔ پیغامِ صلح : ۱۹۰۸ء۔ حضرت اقدس نے ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کی تجاویز پیش کیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت کے دلائل دیئے ہیں۔ نیز الحمد للہ رب العٰلمین کی پُر معارف تفسیر بیان فرمائی ہے ؛

محبّتِ ذاتی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"جب (انسان) اللہ تعالیٰ سے بالکل راضی ہوجاوے اور کوئی شکوہ شکایت نہ رہے اُس وقت محبّتِ ذاتی بیدار ہوجاتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ سے محبّتِ ذاتی پیدا نہ ہو ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے۔ لیکن جب ذاتی محبّت ہوجاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آجاتا ہے۔ اس ذاتی محبّت کو دُعا سے حاصل کرنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۵)

احمدی بچے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں

قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثالث حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (اللہ کی ان پر رحمتیں ہوں) نے فرمایا :-

"اللہ تعالیٰ اپنی وراء الوراء حکمتوں کے ماتحت قوموں اور افراد کو بے انداز افضال سے نوازتا ہے۔ اُس کے یہ افضال مختلف شکلوں میں نازل ہوتے ہیں اور ان کی مختلف علامتیں ہوتی ہیں۔ کسی قوم کے حق میں اس کی سب سے بڑی عطا نوجوان نسل کے ذہن ہوتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو مادی دولت کا انحصار بھی بنیادی طور پر ذہن پر ہوتا ہے اور روحانی رفعتوں کا تعلق بھی بڑی حد تک ذہن رسا سے ہی ہوتا ہے۔

اس تمہید کے بعد ایک بات تو مَیں احمدی بچوں سے کہنا چاہتا ہوں اور دوسرے اس کے تعلق میں جو ذمہ داری نظامِ جماعت پر عائد ہوتی ہے اُس کی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس بچہ کو اللہ تعالیٰ ذہن رسا عطا کرتا ہے اس کی ذہنی نشوو ارتقاء کی ذمہ داری خود اُس بچہ پر بھی عائد ہوتی ہے اور نظامِ جماعت پر بھی۔ بہت سے بچے ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ذہین پیدا کرتا ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ وہ غفلتوں، بدعادتوں یا بد صحبتوں کے نتیجہ میں اپنی ذہنی صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس طرح وہ اُن ترقیات سے محروم رہ جاتے ہیں جو انہیں یقیناً مل سکتی تھیں بلکہ وہ جماعت اور قوم کو بھی اُس فائدہ سے محروم کر دیتے ہیں جو اُن کی خداداد ذہنی صلاحیتوں کی صحیح نشوونما کی صورت میں اسے پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے ہر احمدی بچے کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی ذہنی استعداد کی پوری مستعدی کے ساتھ نشوونما کرتا رہے۔ اگر کوئی بچہ ایسا ہے جو اپنی ذہنی استعداد کی نشوونما نہیں کرتا تو وہ اپنے نفس کا بھی گناہ گار ہے اور جماعت کا بھی مجرم ہے ۔ ...... جن بچوں کو اعلیٰ ذہنی صلاحیتیں ودیعت کی گئی ہیں اُن کی بہرحال نشوونما ہونی چاہیئے اور ان کی نشوونما کی ذمہ داری خود بچوں پر عائد ہوتی ہے اور جماعت پر بھی ...... اگر ہم بین الاقوامی سطح پر ستر بہتر فیصد سے اُوپر نمبر لینے والے دو تین سَو بچے پیدا کرنے لگیں تو اس کا بہت اثر ہو سکتا ہے اور بین الاقوامی سطح پر اس کے بہت اچھے نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ایک تو یہ ضروری ہے کہ احمدی بچے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ دوسرا ضروری امر یہ ہے کہ جماعتی سطح پر اس امر کی کوشش کی جائے کہ کوئی بچہ جسے اللہ تعالیٰ نے ذہنی دولت عطا کی ہے جماعت اس دولت کو ضائع نہیں ہونے دے گی"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ اگست ۱۹۷۵ء بمقام لندن مطبوعہ الفضل ۲۰ ستمبر ۱۹۷۵ء)

(مرسلہ۔ محمود مجیب اصغر صاحب)

قرض کے بارہ میں قرآنی تعلیم

(مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری)

انسان مدنی الطبع پیدا ہوا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات پیدا کرنا، ایک دوسرے کی خوشی اور غمی میں شریک ہونا اس کی جبلت میں داخل ہے باہمی تعلقات میں بعض اوقات آپس میں لین دین کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ایسے لین دین کے بارہ میں خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور احکامات ایسے واضح اور تفصیلی ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہو کر ہم آپس میں حقیقی امن وسکون اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کر سکتے ہیں اور ایسا معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے جس میں نہ کوئی شکر رنجی ہو نہ کشیدگی۔

پس ذیل میں قرض کے حصول اور اس کی ادائیگی کے بارہ میں ان احکامات کا ذکر کرنا مقصود ہے جن کو مدنظر رکھ کر دونوں فریق قرض خواہ اور مقروض ہر قسم کی بدمزگی اور باہمی مناقشت سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

قرض مقررہ میعاد کے لئے ہو اور اسے ضبطِ تحریر میں لایا جائے

جب کسی کو دوسرے شخص سے قرض لینا مقصود ہو تو اسے لکھ لیا کرو۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۳)

اس آیت کی تشریح میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

"اب دوسرا سبب قومی تنزل کا یہ بتاتا ہے کہ لین دین کے معاملات میں احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا۔ قرض دیتے وقت تو دوستی اور محبت کے خیال سے نہ واپسی کی کوئی میعاد مقرر کروائی جاتی ہے اور نہ اسے ضبطِ تحریر میں لایا جاتا ہے اور جب روپیہ واپس آتا دکھائی نہیں دیتا تو لڑائی جھگڑا شروع کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور تمام دوستی دشمنی میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپس کے تعلقات کو خراب مت کرو اور قرض دیتے یا لیتے وقت ہماری ان دو ہدایات کو ملحوظ رکھو۔ اوّل یہ کہ جب تم کسی سے قرض لو تو اس قرض کی ادائیگی کا وقت مقرر کر لو۔ دوم روپیہ کا لین دین ضبطِ تحریر

میں لے آؤ۔ اس شرط کا ایک بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ اس طرح مقروض کو احساس رہتا ہے کہ فلاں وقت سے پہلے پہلے میں نے قرض ادا کرنا ہے اور وہ اس کی ادائیگی کے لیئے جدو جہد کرتا رہتا ہے۔ اور پھر ایک اور فائدہ یہ ہے کہ قرض لینے والا ایک معین میعاد تک اطمینان کی حالت میں رہتا ہے اور اسے یہ خدشہ نہیں رہتا کہ نہ معلوم قرض دینے والا مجھ سے کب اپنے روپیہ کا مطالبہ کردے۔ غرض اس میں دینے والے کا بھی فائدہ ہے اور لینے والے کا بھی۔ قرض دینے والے کا فائدہ تو یہ ہے کہ مثلاً ایک مہینے کا وعدہ ہے تو وہ ایک مہینہ کے بعد جاکر طلب کرے گا۔ یہ نہیں کہ اس کو روز روز پوچھنا پڑے اور قرض لینے والے کا فائدہ یہ ہے کہ جب وہ قرض لینے لگے گا تو سوچے گا کہ میں جتنے عرصہ میں ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں اتنے عرصہ میں ادا بھی کرسکوں گا یا نہیں؟ ..... افسوس ہے کہ مسلمان ان دونوں باتوں کی پرواہ نہیں کرتے یعنی نہ تو قرض دیتے وقت دوستی اور محبت کے نقطۂ نگاہ سے کوئی مدت مقرر کرتے ہیں بلکہ کہہ دیتے ہیں کہ جب جی چاہے دے دینا اور نہ اسے ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں جس کی وجہ سے بعد میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور انہیں اس کے تلخ نتائج سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۶۴۳)

قرض وغیرہ کے بارہ میں مزید تفصیلی احکام قرآن مجید نے بیان کیئے ہیں۔

اوّل یہ کہ لکھنے والا کوئی اور شخص ہو۔ قرض دینے والا یا لینے والا نہ لکھے اور وہ عدل و انصاف سے کام لینے والا ہو۔

دوسرے۔ جس کے ذمہ حق ہو وہ خود لکھوائے یعنی روپیہ لینے والا۔ تاکہ اس کی زبان کا اقرار موجود رہے۔

تیسرے۔ لکھواتے وقت وہ کوئی چیز اس قرض میں سے کم نہ کرے بلکہ صحیح صحیح لکھوائے

چوتھے۔ اس تحریر کے لکھواتے وقت دو گواہ بھی مردوں میں سے ہوں جن پر اعتبار ہو۔ لیکن اگر دو مرد نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنالی جائیں تاکہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اُسے یاد دلا دے۔ اور وہ گواہ ایسے ہوں کہ جب ان کو گواہی کے لیئے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں اور خواہ کسی فریق کی ناراضگی کا خطرہ ہی ہو پھر بھی سچی سچی بات بیان کریں۔

یہ وہ چند اصول ہیں جو قرض لیتے یا دیتے وقت مدّنظر رکھنے ضروری ہیں اور ان کی پابندی دونوں فریقوں کے لیئے فائدہ مند ہے اور ان کی پابندی سے کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع پیدا نہیں ہوتا اور نہایت عمدگی سے لین دین کے معاملات سرانجام پاتے ہیں۔

قرض دینا کارِ ثواب ہے

قرض کے بارہ میں یہ امر بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ چونکہ اس سے ایک ایسے شخص کی ضرورت کو پورا کرنا مقصود ہوتا ہے جس کے پاس اپنی حاجت براری کے لئے وسائل نہیں اور وہ مدد کا محتاج ہوتا ہے ایسی مجبوری اور کس مپرسی میں اس کی وقتی مشکل کو دور کرنا موجب ثواب اور اجرِ عظیم ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

"کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دے"

اس آیت کی تشریح میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں :-

"بظاہر تو ایک سوال ہے مگر اس کی غرض لوگوں کو تحریص و ترغیب دلانا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ کیا کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرے اور خدا تعالیٰ اس کے مال کو بڑھائے اور اسے اپنے قرب میں جگہ دے۔۔۔

اس آیت کے ایک یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ تم اللہ کے بندوں کو قرض حسنہ دیا کرو یعنی اس کے بندوں سے حسن سلوک کرو اور جو غریب ہیں ان کی مدد کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو کسی نے نہیں دینا بندوں کو ہی دینا ہوتا ہے بعض دفعہ بندوں کو دینے کا نام بھی خدا تعالیٰ کو دینا رکھا جاتا ہے جیسے حدیثوں میں آتا ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ بعض لوگوں سے کہے گا کہ ابنِ آدم میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہ کی میں بھوکا رہا اور میں نے کھانا بھی مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا رہا اور تجھ سے پانی بھی مانگا مگر تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ اس کے بعد حدیث میں آتا ہے کہ بندہ خدا تعالیٰ سے پوچھے گا کہ اے اللہ تو کب بیمار ہوا کہ میں نے تیری عیادت نہ کی۔ تو نے کب مجھ سے پانی مانگا کہ میں نے تجھے پانی نہ پلایا۔ تو نے کب مجھ سے کھانا مانگا کہ میں نے تجھے نہ کھلایا۔ اس پر خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا مگر تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی۔ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے اسے کھانا نہ کھلایا۔ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے اُسے پانی نہ پلایا۔

(مسلم کتاب البرّ والصلۃ)

پس خدا تعالیٰ کو قرض دینے کا ایک یہ بھی مفہوم ہے کہ اس کے بندوں سے نیک سلوک کیا جائے اور ان کی مالی پریشانیوں کو دور کرنے میں حصہ لیا جائے۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۵۵۱)

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو دو بار قرض دیا اس نے گویا ایک قرض کو صدقہ کر دیا۔

(ابن ماجہ ابواب الصدقات)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
"صدقہ کا ثواب تو دس گنا ہے مگر قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے"۔ (ابن ماجہ ابواب الصدقات)
اس کی وجہ یہی ہے کہ جب انسان کسی کو صدقہ کی رقم دیتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص کلیۃً مفلس ہو اور اس کے پاس کوئی پیسہ نہ ہو۔ مگر قرض وہی شخص مانگتا ہے جو تہی دست ہوتا ہے اس کے پاس اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ایسے شخص کی امداد کرنا اور قرض دے کر اس کی مشکل کو حل کرنا یقیناً صدقہ کی رقم دینے سے زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے۔

قرض کی وصولی میں نرمی اختیار کی جائے

جب کسی کی قرض کے ذریعہ مدد کی جائے تو اس کی وصولی میں نرمی اور ملاطفت اختیار کرنی چاہیئے۔ اس کے حالات کو مدنظر رکھ کر اگر مزید مہلت کی ضرورت ہو تو اسے دینی چاہیئے۔ وصولی میں سختی اور تلخ کلامی کو خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناپسند فرمایا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

(ترجمہ) "اگر کوئی مقروض تنگ حال ہو کر آئے تو آسودگی (حاصل ہونے) تک (اسے) مہلت دینی ہوگی اور اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو تو جان لو کہ تمہارا (اس شخص کو راس المال) بھی صدقہ کے طور پر دے دینا سب سے اچھا (کام) ہے۔ (بقرہ آیت ۲۸۱)

اس کی تشریح میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔
"آج اگر تم لوگوں سے حسن سلوک کرو گے اور اپنے قرضوں کی وصولی میں نرمی سے کام لوگے تو یاد رکھو ایک دن تمہارا بھی حساب ہوگا اس دن تم سے بھی اچھا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے گناہوں سے درگزر کیا جائے گا۔ لیکن اگر تم نیک سلوک نہیں کرو گے تو اس دن تم سے بھی کوئی نیک سلوک نہیں کیا جائے گا۔ یہ وہی حکم ہے جس کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ تم دنیا میں رحم سے کام لو تاکہ آسمان پر تمہارا خدا بھی تم سے رحم کا سلوک کرے"۔
(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۶۴۱)

پھر حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تاجر لوگوں کو قرض دیتا تھا جب کسی کو تنگ دست پاتا تو اپنے نوکروں سے کہتا کہ اسے معاف کر دو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرما دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا۔ (بخاری کتاب البیوع)

حضرت ابو قتادہؓ ایک نوجوان صحابی تھے ایک مسلمان پر ان کا قرض تھا۔ یہ مانگنے کے لیے جاتے مگر ملاقات نہ ہوتی۔ ممکن ہے وہ عمداً سامنے نہ آتے ہوں کیونکہ تنگ دستی انسان کے لیے سخت ندامت کا باعث ہوتی ہے۔ ایک دفعہ یہ گئے تو بچے نے باہر آکر بتایا کہ میرے والد گھر پر موجود ہیں۔ آپ نے آواز دی اور کہا کہ مجھے علم ہو گیا ہے کہ تم گھر پر ہو اس لئے ضرور باہر آجاؤ۔ آخر وہ آیا تو آپ نے پوچھا کہ چھپنے کی کیا وجہ تھی؟ اس نے کہا بات دراصل

یہ ہے کہ میں بہت تنگ دست ہوں، آمدنی محدود ہے اس لیئے قرض ادا نہیں کر سکتا اور ندامت کی وجہ سے سامنے بھی نہیں ہوتا رہا۔ آپ نے کہا تمہیں خدا کی قسم واقعی تمہاری یہی حالت ہے جو بیان کر رہے ہو؟ اس نے قسم کھائی اور کہا واقعی ایسا ہی ہے۔ اس پر حضرت حذیفہؓ آب دیدہ ہو گئے اور سارا قرض معاف کر دیا۔

بس جو لوگ قرض داروں سے نرمی کا سلوک کرتے ہیں اور ان کی تنگ دستی کی وجہ سے یا انہیں مہلت دے دیتے یا پھر کلیۃً قرض معاف ہی کر دیتے ہیں اور اپنے حقوق چھوڑ دیتے ہیں تو خدا تعالیٰ یقیناً ان سے مغفرت اور نرمی کا سلوک کرے گا۔

قرض کی ادائیگی ایک لازمی امر ہے

خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے جہاں قرض خواہ کو مقروض سے وصولیٔ قرض میں نرمی اور حُسنِ سلوک کی تاکید کی ہے وہاں مقروض کو بھی یہ تاکید فرمائی ہے کہ اُسے قرض کی ادائیگی میں تساہل اور غفلت سے کام نہیں لینا چاہیئے اور مدتِ مقررہ کے اندر اندر قرض کی ادائیگی کر کے اُس قرض سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ وہ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں مجرم اور گناہگار تصور ہوگا۔

قرآن مجید کی سورۃ نساء میں جہاں کسی انسان کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد کے ورثاء میں تقسیم کے احکامات ہیں وہاں بھی قرض کی ادائیگی کو اولیت حاصل ہے اور ارشادِ خداوندی ہے کہ میت کی جائیداد میں سے اگر اس پر کوئی قرض ہے تو اس کی ادائیگی پہلے کی جائے پھر اس کی وصیت یا شریعت کے مطابق اس کی جائیداد تقسیم کی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اس بارہ میں یہاں تک محتاط تھے کہ اگر کسی میت کے ذمہ قرض کی رقم ثابت ہوتی تو اس کی نمازِ جنازہ ادا نہ فرماتے یہاں تک کہ اس کے قرض کی ادائیگی کا کوئی ذمہ دار نہ ہو جاتا۔ ایک میت حضورؐ کے پاس لائی گئی حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں دو دینار ہے۔ فرمایا تو پھر جاؤ تم لوگ جا کر اس کی نمازِ جنازہ ادا کرو۔ اس پر حضرت ابو قتادہؓ نے اس قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری لے لی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

پھر آپؐ نے قرض کی ادائیگی کی یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ فرمایا:-

> "ممنوعہ کبائر گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ جس کے لیئے بندہ خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا وہ یہ ہے کہ وہ قرض چھوڑ کر مرے اور اس کی ادائیگی کا کوئی سامان نہ ہو" (ابوداؤد)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

> "مقروض کی روح اُس وقت تک بین السماء والارض معلق رہتی ہے جب تک اس کی طرف سے قرض ادا نہیں کیا جاتا"
>
> (ابن ماجہ۔ ابواب الصدقات)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو قرض کی ادائیگی میں نہ صرف راس المال ادا فرماتے بلکہ زائد بھی ادا فرما دیتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپؐ سے قرض ادا کرنے کا تقاضا کیا اور بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ آپؐ کے صحابہؓ کو بڑا غصہ آیا اور اُسے ڈانٹنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے لینا ہوتا ہے اس کو کچھ نہ کچھ کہنے کا بھی حق ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اسے اس کا جانور دے دو جس عمر کا اس نے وصول کرنا ہے جس پر صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ اس وقت تو اس سے بڑی عمر کا جانور موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی دے دو۔ کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنا قرض زیادہ عمدگی سے اچھے طریق سے ادا کرتا ہے۔ (مسلم کتاب البیوع)

پس قرض کی ادائیگی ایک لازمی امر ہے جس میں کبھی بھی غفلت اور ٹال مٹول سے کام نہیں لینا چاہیئے اور ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنی زندگی میں ہی قرض کی ادائیگی ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسے مالدار انسان کو ظالم قرار دیا ہے جو قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہے۔ (بخاری)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"ادائیگی قرض اور امانت کی واپسی میں بہت کم لوگ صادق نکلتے ہیں اور لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ نہایت ضروری امر ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرضہ ہوتا تھا۔ دیکھا جاتا ہے کہ جس التجا اور خلوص کے ساتھ قرض لیتے ہیں اسی طرح خندہ پیشانی کے ساتھ واپس نہیں کرتے بلکہ واپسی کے وقت ضرور کچھ نہ کچھ تنگی ترشی واقع ہو جاتی ہے۔ ایمان کی سچائی اُسی سے پہچانی جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۴۷)

اگر انسان قرض لیتے وقت اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھے تو خدا تعالیٰ بھی اس کو جلد ادا کرنے کی توفیق دے دیتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

جو شخص ادا کرنے کے ارادہ سے لوگوں سے مال لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کا اہتمام کرتا ہے اور جو ہڑپ کر جانے کی نیت سے لے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زیر بار کر دیتا ہے۔

(بخاری کتاب الاستقراض)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیشہ قرض سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دُعا مانگتے تو کہتے یا اللہ میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے آپ قرض سے اکثر پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا جب کوئی شخص مقروض ہوتا ہے تو جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔ (بخاری کتاب الاستقراض)

خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ اوّل تو انسان کو خدا تعالیٰ کسی سے قرض لینے سے محفوظ رکھے اور ایسی صورت پیدا ہی نہ ہو جس کی وجہ سے اسے کسی کے سامنے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

VITAMENS

(مکرم منیر احمد صاحب سٹوڈنٹ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور)

انیسویں صدی کے اختتام تک یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ متوازن خوراک میں لحمیات، نشاستہ، چکنائیوں، نمکیات اور پانی کے علاوہ چند دوسرے اجزاء کا شامل ہونا ضروری ہے لیکن یہ اجزاء اتنی تھوڑی مقدار میں استعمال ہوتے تھے کہ پہلے کسی کو ان کا علم ہی نہ تھا۔ بعض تجربوں سے معلوم ہوا کہ تازہ دودھ، پھلوں اور سبزیوں میں یہ اجزاء موجود ہوتے ہیں اور خوراک میں ان کی کمی سے صحت میں مختلف قسم کے نقائص پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ان قلیل مقدار کیمیائی مرکبات کو وٹامنز VITAMINS یا حیاتین کا نام دیا گیا ہے۔

حیاتین بڑی پُر اسرار اور حیرت انگیز چیز ہیں۔ یہ ایک قسم کے جوہر ہیں جو ہماری قدرتی غذا کے اندر نہایت خفیف مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ہماری روزانہ خوراک میں ہر قسم کے حیاتین کا بحیثیت مجموعی صرف ۱/۳۰۰ اونس کے بقدر پایا جانا ضروری ہے۔ حیاتین میں سے بعض ہمارے عصبی نظام کو محفوظ رکھتے ہیں، کچھ ہماری آنکھوں پر اثر ڈالتے ہیں، کچھ حیاتین بچوں کو اور ان کی نشوونما کو بڑھاتے ہیں اس کے علاوہ کچھ ہڈیوں کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

حیاتین کی دریافت :-

انیسویں صدی کے اختتام تک لوگ حیاتین کے وجود سے ناواقف تھے۔ تقریباً ۲ صدیوں قبل یا اس سے بھی پہلے جب لوگ سمندری سفر کیا کرتے تھے سمندری جہازوں کی سست رفتاری کے باعث سفر طوالت اختیار کر جاتا تھا اور سمندری سفر کے دوران بہت سے مسافر بیمار ہو جاتے تھے۔ مثلاً بیری بیری اور اسقربوط SCURVY کا مرض بہت سے مسافروں کو ہو جاتا تھا۔ اس زمانے میں سب سے پہلا شخص جس نے خوراک کا انسانی صحت پر مطالعہ کیا اور "اسقربوط" SCURVY کے علاج کے لیے ملاحوں کو لیموں اور مالٹوں کو خوراک کے طور پر دیا وہ سکاٹ لینڈ کا باشندہ جیمس لنڈ JAMES LIND تھا۔ اس کے علاوہ ۱۸۸۲ء میں ایک جاپانی فزیشن کینی ہیروٹا کا کی KANE

HERO TAKAKI نے نیوی کے جوانوں کی خوراک میں گوشت، سبزیوں اور چاول کو شامل کیا جس سے جوان "بیری بیری" کے مرض سے بچے رہے۔

سب سے پہلا شخص جس نے حیاتین کا وجود دریافت کیا اور صحت کے لیئے اس کی قدر و قیمت ثابت کی وہ ایک ولندیزی ڈاکٹر کرسچن ایجک مین (CRISTION AJEK MANN) تھا۔ اُسے ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ ولندیزی جزائر شرق الہند (موجودہ انڈونیشیا) کے طبی محکمہ میں کام کرنے کیلئے بھیجا گیا۔ وہاں پر "بیری بیری" مرض فوجیوں کو ناکارہ کر رہا تھا۔ اسی دوران ایجک مین نے بیری بیری سے ملتا جلتا مرض چوزوں میں بھی دیکھا اُس نے جب تحقیق کی تو اُسے معلوم ہوا کہ چوزوں کی خوراک کی قلت کے باعث چوزوں کو چھلکے اُترے ہوئے چاول کھلائے گئے تھے جس کی وجہ سے چوزے بیمار پڑ گئے تھے۔ اُس نے چوزوں کو مختلف قسم کی خوراک دی اور یہ دیکھا کہ جب چوزوں کو چھلکے والے بھورے چاول دیئے جاتے ہیں تو وہ اچھے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ اِس نتیجے پر پہنچا کہ چوزوں کو جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ چاولوں کے ہلکے بھورے چھلکوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ایجک مین نے کئی جیلوں کا دَورہ کیا، قید خانہ کی غذا اور حالاتِ صحت کے متعلق معلومات اکٹھی کیں اور کئی مہینے کی بھاگ دَوڑ کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ صاف کیئے ہوئے چاول کھانے والے ڈیڑھ لاکھ قیدیوں میں سے چار سو (۴۰۰) قیدیوں کو بیری بیری کا مرض ہوا جبکہ اِس کے برخلاف غیر صاف شدہ چاول کھانے والے ۹۶۵۰۰ قیدیوں میں سے کُل ۹ پر یہ مرض حملہ آور ہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر ایجک مین نے چاول کے چھلکوں کی دوا تیار کی اور روزانہ اِس موذی مرض میں مبتلا لوگوں کو پلانی شروع کی۔ نتائج وہی نکلے جس کی اُسے توقع تھی۔ یعنی سب اچھے ہو گئے۔

۱۹۱۱ء میں پولش سائنسدان ڈاکٹر کیسمیر فنک (CASIMIR FUNK) نے لسٹر (LISTER) انسٹی ٹیوٹ لندن کی تجربہ گاہوں میں کام کرتے ہوئے حیاتین کی تھوڑی سی مقدار خالص حالت میں علیحدہ کر لی اور اپنے اخذ کردہ شفاف کا نام اُس نے "وٹامن" رکھا۔ کیونکہ اُس کی رائے میں یہ جوہر ایک حیات بخش قوت کا مالک تھا۔ نام کا پہلا جزو "وٹا" VITA لاطینی زبان سے لیا گیا تھا جس کے معنی "حیات" کے ہیں۔

ریاست متحدہ امریکہ کا وسکانسن یونیورسٹی کے ڈاکٹر ایلمر میک کالم نے غذائی چربیوں پر تجربات کیئے اور مکھن اور انڈے کی زردی میں ایک حیاتین دریافت کیا جسے حیاتین ا یا وٹامن A کا نام دیا گیا۔

اِدھر یورپ کے سائنسدانوں کو تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہیلی بٹ، کاڈ اور ایسی ہی دوسری مچھلیوں کے تیل میں ایک وٹامن خاصی مقدار میں موجود ہوتا ہے اِس وٹامن کا نام انہوں نے وٹامن ڈی D رکھا۔

۱۹۲۰ء اور ۱۹۳۰ء کے دوران ڈاکٹر الفریڈ ہیس ALFERD HESS اور اُن کے رفقائے کار نے کولمبیا یونیورسٹی نیویارک میں کئی تجربے کیئے۔ اسی اثناء میں ڈاکٹر ہیری اسٹین بوک 'HARRY STEEN BOCK

ڈاکٹر آرچی بلیک (ARCHI BLACK) اپنے دوسرے مددگاروں کے ساتھ وسکانسن یونیورسٹی میں مصروفِ تحقیق تھے ان دونوں جماعتوں نے قریب قریب ایک وقت میں یہ بات دریافت کی کہ دھوپ میں جو حیات بخش بالائے بنفشی — (ULTRA VIOLET) روشنی پائی جاتی ہے وہ بعض غذاؤں میں حیاتین کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ وہی حیاتین وٹامن ڈی تھی جو مچھلی کے تیل میں پائی گئی تھی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حیاتین کی مزید اقسام دریافت ہوئیں۔

حیاتین کی اقسام اور ان کے مآخذ:۔

(۱) حیاتین ا یا وٹامن A (VITAMIN A):۔

یہ حیاتین شارک مچھلی، ہیلی بٹ کاڈ وغیرہ کے جگر کے تیل میں کثیر مقدار میں پایا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ دودھ، انڈے کی زردی، مٹر، آڑو، پالک، شکر قندی اور گاجروں میں پایا جاتا ہے۔ حیاتین الف نباتاتی روغن اور گھی میں موجود نہیں ہوتا اسی لئے پاکستان میں گورنمنٹ کے احکامات کے تحت بناسپتی گھی اور نباتاتی تیل میں حیاتین "ا" اور "د" کو لازمی ملایا جاتا ہے۔

حیاتین الف کی کمی سے آنکھوں کی بینائی پر اثر پڑتا ہے جس سے لوگ رات کا اندھا پن (NIGHT BLIND NESS) کا شکار ہو جاتے ہیں۔

(۲) حیاتین "ب" وٹامن B۔ VITAMIN B COMPLEX۔ اس حیاتین کی بہت سی اقسام دریافت ہو چکی ہیں۔ مثلاً وٹامن B1، رائبو فلوین یا وٹامن B2، وٹامن B6، وٹامن B12، بائیوٹن نولاک اسیڈ، نکوٹی نامائیڈ NICOTINAMIDE۔ یہ حیاتین دودھ، چاولوں کے چھلکوں، دالوں، چھوٹے گوشت، جگر، انڈے کی سفیدی، مچھلی، دالوں وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ حیاتین B1 جسے تھایامین — THIAMINE کہتے ہیں کی کمی سے بیری بیری کا مرض ہو جاتا ہے جس میں مریض بہت زیادہ کمزوری محسوس کرتا ہے۔ بیری بیری کا لفظی مطلب ہے کہ "مَیں کچھ نہیں کر سکتا"۔ حیاتین ب کی کمی اعصابی امراض کا سبب بنتی ہے۔

(۳) حیاتین "ج" یا وٹامن سی VITAMIN C۔ یہ تازہ پھلوں خصوصاً ترش پھلوں، ٹماٹر میں کثیر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سبز مرچ، پیاز، پالک، گوبھی، چقندر، خربوزہ اور آلو بھی اس کے مآخذ ہیں۔ اس کا استعمال خون کی درستی، دانتوں اور مسوڑھوں کی صحت کے لئے بے حد ضروری ہے۔ اس کا استعمال نہ کرنے سے اسقربوط SCURVY کی بیماری ہو جاتی ہے۔

(۴) حیاتین "د" وٹامن ڈی VITAMIN D۔ کاڈ اور دوسری مچھلیوں کے جگر کا تیل وٹامن ڈی کے بہترین مآخذ ہیں۔ اس کے علاوہ یہ انڈے کی زردی، مچھلی کے گوشت، دودھ میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہڈیوں کی مضبوطی کے لیئے وٹامن ڈی

ازبس ضروری ہے۔ ولیم بوائڈ WILLIUM BOYD اپنی مشہور کتاب PATHALOGY FOR PHYSICIAN میں لکھتا ہے کہ کشمیر میں مسلم خواتین ہڈیوں کی ایک بیماری OSTEO-MALACIA کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ اُس نے یہ بیان کی ہے کہ مسلم خواتین سخت پردہ کرتی ہیں اور اپنے گھروں میں بند رہتی ہیں جس کی وجہ سے وہ حیات بخش بالائے بنفشی روشنی سے محروم ہو جاتی ہیں جو کہ وٹامن ڈی کی تیاری میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

(۵) حیاتین E یا "E" VITAMIN۔ یہ گوشت، جگر، انڈوں، جگر کا تیل، دودھ، مکھن، بنولے کا تیل اور ناریل کے تیل میں پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تمام سبز پتوں والی سبزیوں میں بھی وٹامن E موجود ہوتا ہے۔ اس کی کمی قوتِ تولید میں کمی کا سبب بنتی ہے۔

(۶) حیاتین K (VITAMIN "K"): یہ پالک، گوبھی، بند گوبھی میں کثرت سے پایا جاتا ہے جبکہ ٹماٹر، انڈے کی زردی اور جگر میں اس کی مقدار نسبتاً کم ہوتی ہے۔ یہ خون کے جمنے میں مدد کرتا ہے۔

حیاتین کی متوازن خوراک میں روزانہ کے لیئے مقدار

حیاتین	بچوں کے لیئے	بڑوں کے لیئے
۱۔ حیاتین A	200 سے 500 آئی۔یو	5000 I.U (مرد) 4000 I.U (خواتین)
۲۔ حیاتین B	0.7 سے 1.4 ملی گرام	1.2 سے 1.5 ملی گرام (مرد) 1.0 سے 1.1 (خواتین)
۳۔ حیاتین C	40 سے 45 ملی گرام	45 ملی گرام
۴۔ حیاتین D	400 - آئی۔یو	400 - آئی۔یو
۵۔ حیاتین E	7 سے 12 آئی۔یو	15 I.U (مرد) 12 I.U (خواتین)
۶۔ حیاتین K	نامعلوم	نامعلوم

ضروری گزارش!

خریدار حضرات اپنے تبدیلیٔ پتہ سے ضرور مطلع کرتے رہا کریں تاکہ پرچہ ضائع نہ ہو۔ (مینیجر خالد ربوہ)

اعلانِ نکاح

محترم برادرم ناصر محمود خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر لاہور ابن محترم محمد یحییٰ خان صاحب انجینئر کا نکاح ہمراہ محترمہ امۃ القدوس صاحبہ بنت محترم محمود احمد صاحب (محمود نرسری ساہیوال) مؤرخہ ۱۱ اگست ۱۹۸۹ء بروز جمعہ مکرم مقصود احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ دارالذکر لاہور نے پڑھا۔

احبابِ جماعت احمدیہ سے رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لیئے دُعا کی درخواست ہے۔

(مینیجر خالد۔ ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ناصر احمد صاحب طاہر کارکن مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو یکم اگست ۱۹۸۹ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے ازراہِ شفقت بچے کا نام فہد احمد تجویز فرمایا ہے نومولود حضور کی تحریک وقفِ نو میں بھی شامل ہے۔

نومولود محترم چوہدری فضل احمد صاحب مرحوم سابق کارکن نظارت علیا صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا پوتا اور محترم فضل احمد صاحب دارالیمن وسطی ربوہ کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو عمرِ دراز عطا فرمائے اور نیک، خادم دین اور والدین کے لیئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

(مینیجر خالد ربوہ)

درخواستِ دُعا

میرے چچازاد بھائی عزیزم شیخ محمد انور صاحب قائد علاقہ خدام الاحمدیہ ملتان کا دورانِ سفر گرنے کی وجہ سے بازو کی ہڈی کا دو جگہ سے فریکچر ہو گیا ہے۔ عزیز کو پہلے ملتان نشتر ہسپتال میں داخل کرایا گیا پھر وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں اپریشن ہوا۔ اب پہلے سے افاقہ ہے۔ عزیز کیلئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد سلیم شیخ دنیا پوری کارکن خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ۔

چندہ خریداری کی یاددہانی

خریداران ماہنامہ خالد کی خدمت میں گزارش ہے کہ رسالہ خالد ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھجوایا جا رہا ہے۔ اگر آپ کو کسی ماہ کا رسالہ نہ ملا ہو تو خط لکھ کر یا دستی منگوالیں۔

ستمبر ۱۹۸۹ء میں خریداران کی خدمت میں بذریعہ پوسٹ کارڈ چندہ خریداری کی یاددہانی کروائی گئی ہے۔ اعلان ہذا بھی چندہ کی یاددہانی کے طور پر تحریر ہے کہ براہ کرم خط ملتے ہی یا اعلان ہذا پڑھتے ہی اپنے بقایا چندہ کی ادائیگی کے ساتھ نئے سال کے لئے -/۳۰ روپے چندہ بھجوا کر اپنے چندہ کی تجدید کروا کر ممنون فرمائیں!

چندہ کی ادائیگی نہ کرنے والے خریداران کی خدمت میں مجبوراً ماہ اکتوبر ۱۹۸۹ء کا پرچہ بذریعہ وی پی بھجوایا جائے گا۔ وی پی پر آٹھ روپے زائد خرچ آتے ہیں اس لئے چندہ دستی یا بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں تو بہتر رہے گا۔ آپ کے ذمہ جس قدر چندہ بقایا ہے جس قدر جلد ممکن ہو اس کی ادائیگی کر کے ادارہ سے تعاون فرمائیں۔

(مینیجر ماہنامہ خالد۔ ربوہ)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
کراچی میں
خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم جیولرز
پروپرائٹر:- سیّد شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون: ۶۲۹۴۴۳

MONTHLY **KHALID** RABWAH

Regd. No. L5830 Editor: KHALID MASOOD SEPTEMBER 1989